بغرض ملاحظہ عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ
حیدرآباد دکن

اللہ کی تصدیق

یعنی

محمد خاتم النبیین کا عظیم الشان معجزہ

اس معجزہ کو پڑھکر

تمام لوگوں کے دل نورِ حقیقت سے معمور ہو جائینگے

جو لوگ

اس معجزہ کو غلط ثابت کریں گے ان کو

معقول انعام دیا جائیگا

قیمت فی کاپی ایک روپیہ . . . . تاریخ اشاعت ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۴۳ء

اس صحیفہ کو احتیاط سے پڑھنے کے بعد تاریخ اشاعت سے تین ماہ تک واپس کر کے اپنی قیمت ذیل کے پتہ سے واپس لے سکتے ہیں

منیجر کتب خانہ آئینۂ حق و باطل دار الفلاح قرولباغ دہلی

کلید مضامین

نمبر صفحہ	مضمون
۱	آئینۂ حق و باطل کی مختصر کیفیت
۷	کلمہ "خاتم النبیین" پر فریقین کی تاویلات
۱۲	لفظ خاتم کے متعلق ایک [illegible]
۱۴	مُہر کی تعریف اور مقصد
۱۵	مُہر کی پُرلطف تشبیہات
۱۸	مومن وکیل کی [illegible] ت کا خلاصہ
۲۰	آیت "خاتم النبیین" میں لفظی و معنوی تحریف
۲۴	[illegible] الشان معجزہ
۳۰	معجزہ کی حقیقت
۳۰	کیا قرآن کی فصاحت و بلاغت کوئی معجزہ ہے ؟
۳۵	کیا محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آیا ؟
۳۹	انقطاع نبوت کا اصلی موجد کون تھا ؟
۴۲	انقطاع نبوت کا عقیدہ کس مقصد سے اور کس طرح ایجاد ہوا تھا
۴۶	[illegible] کے متعلق ایک [illegible] منصفانہ فیصلہ
۴۹	جمہور علماء کو مومن وکیل کا چیلنج
۵۲	چند مولویوں کے مختصر تذکرے
۵۴	[illegible] کے متعلق چند پیشین گوئیاں و نصائح
۵۶	ایک سربستہ راز کا عنقریب انکشاف ہونے والا ہے
۵۷	مومنین کے لئے راہِ عمل
۵۷	سنی مسلمانوں و شیعہ مسلمانوں کے فرائض
۵۷	دعوت عام یعنی مومن وکیل کا پیغام جملہ مسلمانوں کے نام

ضروری اعلان

فلاح عام کے لئے ہمنے اخبار نکالنے کی تجویز کی تھی لیکن حکومت نے اجازت نہیں دی اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جب تک ہم باقاعدہ اخبار نکالنے کے قابل ہوں اُس وقت تک "آوازِ حق" کے نام سے پمفلٹ یا سرکلر (حسب ضرورت اور بلا تعین وقت) شائع کرتے رہیں گے لہٰذا جو صاحب "آوازِ حق" کو باقاعدہ اور مسلسل پڑھنے کے مشتاق ہوں وہ اپنا نام و نشان ذیل کے پتہ پر رجسٹرڈ کرادیں تاکہ "آوازِ حق" شائع ہوتے ہی بذریعہ ڈاک اُن کے پاس بھیج دیا کریں نیز آرڈر کے ساتھ ہی ایک روپیہ بھی بھیجدیں یہ روپیہ "آوازِ حق" کی قیمت میں شمار ہوتا رہیگا پتہ :-

مینیجر آوازِ حق - دار الفلاح - دہلی

سفیر اللہ سے مُلاقات کا طریقہ

چونکہ آجکل فلاح عام کے تعمیری کاموں کی تحریر و تصنیف میں سفیر اللہ کی مصروفیت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے عوام الناس کو ملاقات کا موقع نہیں دیا جا سکتا ہے، لیکن اگر کوئی صاحب کسی خاص ضرورت سے ملنا چاہیں تو اُن کو چاہیے کہ پہلے اپنا مقصد تحریر کر کے ملاقات کی منظوری حاصل کریں مگر فضول باتوں کیلئے ملاقات کرنے کی تکلیف نہ اُٹھائیں۔

(مومن وکیل)

الم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے لائق ستائش وہ خالق دو عالم + جس نے ہماری خاطر کون و مکاں بنایا

اللہ کی تصدیق

یعنی

محمد خاتم النبیین کا عظیم الشان معجزہ

(پہلا نمبر)

معجزہ پڑھنے سے پہلے اس کتاب کا مختصر حال سن لیجئے کہ جس کتاب میں یہ عظیم الشان معجزہ شائع ہوا ہے۔ حال ہی میں ایک نہایت ولولہ انگیز کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کا نام "آئینۂ حق و باطل" ہے وہ کتاب مقدمہ کی مسل کی صورت میں ہے۔ جس میں آپ کو اور ہمکو، اور جملہ ناظرین کو منصف یا جج مقرر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا آغاز ایک استغاثہ کی صورت میں ہوا ہے۔ اس استغاثہ کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(از آئینۂ حق و باطل صفحہ ۴)

مقدمہ خاتم النبیین

بعدالت جملہ منصفین اسلام درجہ "اولوالالباب" دار اسلام

مقدمہ نمبر ۷۸۶ زیر دفعہ ۲/۲۲ خاتم النبیین۔ ضابطہ قانون قرآن مبین

نام فریق اول۔ جمعیت مسلمین، ساکن عالم اسلام۔ مدعیان

بنام

فریق دوم۔ جمعیت مومنین۔ ساکن عالم اسلام۔ ملزمان

مختار فریق اول معلم العلماء امام المسلمین شمس المحدثین والمفسرین۔ حاجی الحرمین حافظ قاری مفتی شیخ محمد صدیق عثمانی۔

مختار فریق دوم۔ معلم المتقین، امام المومنین، افضل المحققین، شمس الصالحین فی الدین متین۔ حافظ دین و قرآن مبین سید محمد علی حسینی۔

استغاثہ

(بذریعہ وکیل مدعیان)

حضور والا! شرح استغاثہ حسب ذیل ہے۔

(۱) یہ کہ ہم لوگ مسلمان ہیں، قرآن ہماری شریعت ہے، محمد ہمارے رسول ہیں اور ہم تمام روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔

(۲) یہ کہ شریعت قرآن کریم میں نہایت صاف اور واضح طور پر حکم آ چکا ہے کہ "محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں"۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ ہمارے اس دعوے کی تائید میں، قرآن کریم کے اندر اکثر آیات اور بہت سی احادیث موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک آیت ذیل میں مرقوم ہے۔

> ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
>
> (ترجمہ) محمد تم مردوں میں سے ایک کا باپ نہیں ہے۔ اور لیکن اللہ کا رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہے کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔ لہذا اس حکم کے بعد جو شخص نبوت کا دعوے کرے۔ وہ ازروئے قانون قرآن کریم جھوٹا ہے۔ کذب ہے اور واجب القتل ہے۔

(۳) یہ کہ فریق دوم، باوجود انقطاع نبوت و رسالت کے، ازراہ شرارت تحریر و تقریر کے ذریعہ سے تمام گذرگاہوں اور عام شاہراہوں پر اس بات کی منادی کرتا پھرتا ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد بہت سے نبی اور رسول مبعوث ہونیوالے ہیں حالانکہ قرآن میں ایسا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔

(۴) چونکہ فریق دوم کا یہ جدید عقیدہ (اجرائے نبوت و رسالت) نہایت مفسدانہ و کافرانہ ہے۔ اور قانون اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ نیز یہ کہ فریق دوم کے اس باطلانہ و مفسدانہ عقیدہ کی اشاعت سے، نظام اسلام میں خلل، اسلامی حکومت کو نقصان اور مسلمانوں کا ایمان ضائع و برباد ہو جانے کا سخت خطرہ اور شدید اندیشہ درپیش ہے اس لئے اسکا انسداد نہایت ضروری اور لابدی ہے۔

(۵) چونکہ فریق دوم کا یہ کافرانہ عقیدہ، تمام عالم اسلام میں، شر و فساد کا باعث ہونیوالا ہے۔ لہذا عدالت ہذا سے درخواست ہے کہ فریق دوم کو جلد تر اس کافرانہ فعل سے روکا جائے۔ اور جو لوگ اس جرم عظیم کے مرتکب ہو چکے ہیں، انکو ازروئے قانون (قرآن مبین) سخت سے سخت سزا دیجائے، واجباً عرض ہے۔ فقط

دستخط ——————

بذریعہ وکلاء مسلمین، ساکن عالم اسلام

(عدالت میں استغاثہ پیش ہونے کے بعد)

حکم ہوا کہ

جملہ ملزمین حاضر عدالت ہوکر جواب استغاثہ پیش کریں کہ کیوں نہ ان کے خلاف مقدمہ چلایا جاوے۔

استغاثہ کے بعد بحکم عدالت ملزمین نے حاضر عدالت ہوکر "جواب استغاثہ" پیش کیا ہے۔ "جواب استغاثہ" کے بعد عدالت کی جانب سے تنقیحات قائم کی گئی ہیں۔ تنقیحات کے بعد آیہ خاتم النبیین پر فریقین کے وکیلوں کی نہایت دلچسپ و عالمانہ بحث شروع ہوگئی ہے۔ جو آخر کتاب یعنی چار سو صفحات تک چلی گئی ہے۔

استغاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "محمد صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا" — عدالت نے اس کا بار ثبوت مسلم وکیل کے ذمہ رکھا ہے۔ اور تردید مومن وکیل کے ذمہ۔

• جواب استغاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "محمد صلعم کے بعد نبی اور رسول معہ شریعتوں کے آتے رہیں گے" — جس کا بار ثبوت مومن وکیل کے ذمہ رکھا گیا ہے، اور تردید مسلم وکیل کے ذمہ — اور اس مقدمہ کا فیصلہ کرنا ناظرین و سامعین کے اختیار میں رکھا گیا ہے۔

مسلم وکیل نے اپنے استغاثہ کے ثبوت میں قرآن کی جس قدر آیات اور احادیث پیش کی ہیں وہ سب ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

قرآن کی آیات

(۱) ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم ؕ	(۱) اللہ نے مہر لگا دی ہے ان کے دلوں پر اور کانوں کے اوپر اور آنکھوں پر ہے وہ پڑا ہوا پردہ۔ اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ پ۱
(۲) الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ؕ پ۲۳	(۲) آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دینگے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کرینگے اور ان کے پاؤں، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کی بابت گواہی دینگے۔ پ۲۳
(۳) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ پ۶	(۳) آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے دین کے لئے پسند کیا۔ پ۶
(۴) وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ پ۵	(۴) ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ خدا کے حکم کے بموجب اس کی اطاعت کی جائے۔ پ۵
(۵) یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پ۵	(۵) اے ایمان لانے والو، اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی جو تم ہی میں سے ہوگا۔ پ۵

احادیث

(۱) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی۔

یعنی نبوت اور رسالت تو منقطع ہو چکی، اب میرے بعد کوئی رسول آئیگا نہ نبی۔ (ترمذی)

(۲) مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی دارًا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویتہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ہلا وضعت ھذہ اللبنۃ فقال انا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری ومسلم)

میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا خوبصورت اور عمدہ مگر ایک کونہ کی اینٹ خالی رہ گئی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ اینٹ میں ہوں جس نے عمارت کو کامل کر دیا اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری ومسلم)

(۳) انہ سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (بخاری ومسلم) یعنی میری امت میں تیس کذاب ہونگے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں کا ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ خبردار! میں خاتم النبیین ہوں۔ حتی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری ومسلم)

(۴) قال لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (بخاری مسلم مشکوٰۃ باب مناقب علی۔)

یعنی آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو فرمایا کہ اے علی! تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے ہے مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری مسلم مشکوٰۃ باب مناقب علی)

(۵) لو کان بعدی نبیا لکان عمر (موطاء) یعنی میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ (موطاء)

(۶) کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء فیکثرون (بخاری مسلم۔ ابن ماجہ)

(انبیاء قوم اسرائیل میں سرداری اور امور سیاست انجام دیتے تھے، جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کے بعد اور نبی آجاتا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں خلفاء کثرت سے ہونگے (جو امور سیاست انجام دینگے)

مسلم وکیل کی پیش کردہ آیات قرآن وحدیث پر فریقین کے وکیلوں نے جو دلچسپ اور عالمانہ وعارفانہ بحث کی ہے وہ اصل کتاب میں دیکھنے کے قابل ہے۔ (دیکھو آئینۂ حق وباطل حصہ اول صفحہ ۱ تا ۱۶۲)

مومن وکیل کی تردید کا خلاصہ یہ ہے کہ ـــــ مسلم وکیل کی پیشکردہ آیات قرآن میں کوئی آیت اس مضمون کی نہیں کہ

کہ "محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔ اب رہیں احادیث، البتہ اُن سے یہ بات صاف طور پر ثابت ہے کہ "محمد رسول اللہ کے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں آئیگا"۔ لیکن مومن نے ان تمام احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ وہ صرف ایسی حدیث کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ جو قرآن کی کسی آیت کی تائید و تفسیر کرتی ہو۔

احادیث کے ناقابل اعتبار ہونے کے متعلق مومن وکیل کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد علیہ السلام نے اپنی حیات میں (قرآن کے سوا) کوئی حدیث قلمبند نہیں کرائی تھی، رسول کی وفات کے بعد بہت سے خود غرض لوگوں نے اپنی اپنی خواہشوں کے مطابق بہت سی ایسی باتیں جو قرآن میں موجود نہیں تھیں۔ عوام الناس کو فریب دینے کے لئے اُن باتوں کو رسول کے اقوال کے نام سے زبانی طور پر مشہور کیا ہوا تھا، جو عرصہ دراز تک افواہوں کی صورت میں مختلف فرقوں کے اندر اڑتی پھرتی رہیں۔ بالآخر تخمیناً دو سو سال کے بعد اُن تمام افواہوں کو قلمبند کر لیا گیا تھا۔ اُن تمام افواہوں کی تعداد تخمیناً بارہ لاکھ کے قریب تھی۔ پھر بعد میں بہت سے خود غرض لوگوں نے اُن میں سے بہت سی ایسی باتوں کو جو اُن کی خواہشوں کے خلاف پڑتی تھیں۔ مختلف حیلوں سے قوی و ضعیف، غریب، مجہول وغیرہ قرار دیکر شائع کر دیا تھا، صرف وہ باتیں چن لی گئی تھیں جو اُن کی خواہشوں کے موافق ہوتی تھیں، چنانچہ اُن بارہ لاکھ افواہوں میں سے چھٹتے چھٹتے صرف سات ہزار کے قریب رہ گئیں تھیں۔ جن کا نام مسلم وکیل کی اصطلاح میں "حدیث شریف" ہے، اور مومن وکیل کی اصطلاح میں اُن کی "حدیث شریف" کا نام "ناقابل اعتبار افواہوں کا مجموعہ" ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر وہ مسلم وکیل کی پیش کردہ احادیث کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے (بات تو معقول ہے)

اس کے بعد مسلم وکیل نے اپنے دعوے کے ثبوت میں "آیۃ خاتم النبیین" کے ایک لفظ "خاتم" کو پیش کیا ہے اور نہایت معقول استدلال سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن کے اس لفظ خاتم سے یہ بات ثابت ہے کہ "محمد صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے"۔ اس بات کے ثبوت میں مسلم وکیل نے بہت سی تفسیریں، ترجمے، لغتیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے چند ترجمے و تفسیریں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

تفاسیر

اصل کلمہ	ترجمہ	نام تفسیر یا مترجم
خاتم النبیین	ختم کے ہر کسطرح سب پیغمبروں کے آخر میں ہیں	از حمائل مولوی ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی مطبع فاروقی دہلی

و غلط پہلوؤں پر بہت گہری غور و خوض کر کے صحیح فیصلہ تجویز کرنے کی ضرورت ہوگی۔

مسلم وکیل نے اپنی مندرجہ بالا تاویلوں کی تشریح بیان کر کے محمد صلعم کی فضیلت و منقبت اسطرح بیان کی ہے کہ

(۱) چونکہ محمد صلعم سب نبیوں کے بعد میں تشریف لائے ہیں۔ اس لئے وہ آخری نبی ہیں۔ اور آخری نبی ہونے کی وجہ سے گویا وہ درجۂ کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ اس سے ان کا مرتبہ سب نبیوں سے اعلےٰ و افضل ہے۔ یعنی آخری نبی ہونے کی فضیلت و کاملیت اور آخری نبی کو حاصل رہتی ہے۔

(۲) چونکہ قرآن بھی آخری کتاب ہونے کی وجہ سے اکمل و مکمل چیز ہے۔ یعنی پہلی تمام شریعتیں ناتمام و ناقص اور ناکمل تھیں، آخری و اکمل و مکمل ہونیکا شرف صرف قرآن ہی کو حاصل ہے، قرآن ایسی فصیح و بلیغ کتاب ہے کہ جس کی مثل کوئی ایک آیت بھی نہیں بنا سکتا ہے۔ چنانچہ آج قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو سال گذر چکے ہیں مگر آج تک قرآن کی مثل کوئی ایک آیت بھی نہ بنا سکا۔ پس قرآن کا یہ زبردست معجزہ ہے لیکن پچھلی تمام کتابیں غیر فصیح اور ناکمل تھیں، قرآن کے کامل و اکمل ہونے کی وجہ سے پہلی تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ مگر قرآن کبھی منسوخ ہونے والا نہیں ہے۔ لہٰذا جس آخری نبی کی وجہ سے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہو اور جس آخری نبی کو ایسی نہ منسوخ ہونے والی کتاب دی گئی ہو۔ اس آخری نبی کی فضیلت و منقبت محتاج بیان نہیں ہے۔ مگر مومن وکیل کی تاویلوں میں محمد صلعم اور قرآن کی کسی قسم کی فضیلت نہیں پائی جاتی۔

(۳) اگر محمد صلعم کو آخری، اور اکمل و مکمل نبی نہ مانا جائے تو ان کی کوئی فضیلت باقی نہیں رہتی۔ اسیطرح اگر قرآن کو آخری کتاب نہ مانا جائے (جسکو خود خدا نے اکمل و مکمل کہا ہے) تو قرآن بھی ناقص و ناکمل ٹھہرتا ہے۔ اس لئے قرآن کی بھی کوئی عظمت باقی نہیں رہتی ہے۔ جس طرح قرآن اکمل و مکمل چیز ہے اسی طرح محمد صلعم کی نبوت بھی اکمل و مکمل چیز ہے۔ پس اسی لئے "خاتم النبیین" کے معنی آخری اور اکمل و مکمل نبی کے ہیں۔ یعنی محمد صلعم کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی کتاب نازل ہو سکتی ہے۔

مسلم وکیل کی مذکورہ بالا تاویلیں بہت معقول معلوم ہوتی ہیں۔ اب مومن وکیل کی بھی سنئے کہ وہ ان تاویلوں کے متعلق کیا کہتا ہے۔

مومن وکیل کو مسلم وکیل کی مذکورہ بالا تمام باتوں اور تاویلوں سے سخت اختلاف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مذکورہ بالا تاویلیں نہ خدا اور رسول کے فضائل و مناقب نہیں ہیں، بلکہ فضائل مناقب کے پردہ میں بہت سے معائب و نقائص موجود ہیں جنہیں کوئی عقلمند کسی صورت میں قبول نہیں کر سکتا، مسلم وکیل کی تمام تاویلوں کی تردید ہو رہی ہے آئینہ حق و باطل کے صفحات ۲۱ تا ۳۰ میں مفصل مذکور ہیں جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) اس کائنات کا نیر اعظم (یعنی آفتاب عالمتاب) ہر روز مشرق سے برآمد ہوکر اور مغرب میں روپوش ہوکر اس بات کا اعلان کر جاتا ہے کہ ــــ دیکھو اس کائنات کی ہر ہر چیز میری طرح پیدا ہوتی ہے اور درجۂ کمال کو پہنچتی ہے ۔ اور پھر درجۂ کمال کو پہنچکر درجہ بدرجہ زوال پذیر ہوتے ہوتے فنا و معدوم ہو جاتی ہے ۔

اس کائنات کا نیر اصغر (یعنی ماہتاب) بھی ہر مہینے اور ہر روز مغرب و مشرق سے پیدا ہو ہو کر اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ــــ اس کائنات کی ہر ہر چیز میری طرح کمال کو پہنچکر زوال پذیر ہونے ہوتے فنا ہو جاتی ہے ۔ یہی حال تمام چیزوں کا ہے ۔ کوئی چیز قانون قدرت کے اس اصول سے باہر نہیں ہے کہ ــــ "ہر کمالے را زوالے" ــــ

لہٰذا محمد علیہ السلام کی نبوت یا قرآن کریم کی ــ "کاملیت" ــــ کو اگر ان معنی میں اکمل و مکمل ہو کر ـــ "درجۂ کمال" کو پہنچ جانا تصور کر لیا جائے تو ان کی یہ کاملیت نہ اُن کے لئے کچھ باعث فضیلت و منقبت ہو سکتی ہے، اور نہ ان کی اُمت کے لئے کچھ باعث غرور و تکبر اور نہ باعث فلاح و بہبودی ؛ لہٰذا مسلم و کیل کی بیان کردہ "کاملیت" و فضیلت کے پردہ میں ، ہر طرح کے معائب و خبائث موجود ہیں، اس لئے ان کے بیان کردہ فضائل و مناقب سے بچنے اور محترز رہنے کی ضرورت ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھو آئینۂ حق و باطل صفحہ ۶۵ تا ۷۳)۔

(۲) نبوت کا دروازہ بند ہو جانا بھی کوئی فعل حسن تصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس عقیدہ سے کسی طرح کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ نبوت کا انزال، خدا کی طرف سے انسانوں کے لئے، اتصال و رحمت کا باعث ہوتا ہے یعنی قدم قدم پر لوگ بھٹکتے رہتے ہیں اور ہر قسم کے انبیاء مبعوث ہو کر لوگوں کی رہنمائی کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ جھوٹے نبی بھی کسی شخص کو بُرائی یا بدمعاشی کرنے کی تلقین نہیں کرتے ہیں، اس لئے نسل آدم کی رہنمائی کی غرض سے نبوت کا دروازہ کھلا رہنا ہی بہبودی کا باعث ہو سکتا ہے ۔

البتہ اگر بجائے نبیوں کے، بدمعاشوں، ڈاکوؤں، غاصبوں اور شیطان صفت بادشاہوں وغیرہ کو کسی کالی کوٹھری میں بند کر کے، اوپر سے خوب مضبوط قفل لگا دیا جاتا ــــ یا مسلم وکیل کے "جمہور علماء" کی ذہنیت کے مطابق (خطوں کے مہر کی مانند، یا کتابوں کے مہر کی مانند، یا بوتل و لفافوں وغیرہ کے مہر کے مانند) تمام شیطان صفت لوگوں کو بند کر کے اوپر سے مہر لگا دی جاتی تو بہت ہی اچھا کام تصور کیا جاتا، تاکہ ہر قسم کا شر و فساد اس مقدس زمین سے ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتا، مگر (بقول مسلم وکیل و جمہور علماء) بیچارے نبیوں کو بند کر کے، یا نبیوں کے سلسلہ کو منقطع کر کے (ہمارے خیال میں) اللہ نے کوئی اچھا کام نہیں کیا، کیا کوئی عقلمند اس کام کو اچھا کام کہہ سکتا ہے ؟ یہ عقیدہ جمہور علماء کو مبارک رہے، ہم تو اس عقیدہ سے خدا کی

پناہ مانگتے ہیں، اور غالباً جملہ ناظرین و سامعین بھی ہمارے ہم خیال ہوں گے ؟

اب غور کیا جائے کہ مسلم وکیل نے ——— خاتم النبیین کی تاویلوں سے جو عظیم الشان فضائل گنوائے ہیں، آیا وہ فضائل ہیں یا معائب وخسائس ؟ اور لطف یہ ہے کہ خدا اور رسول، اور قرآن کے تمام فضائل ومناقب کی بنیاد صرف ایک لفظ خاتم پر رکھی گئی ہے ۔ یعنی نبوت کا دروازہ بند کرنے، یا نبوت کے درجہ کو کمال تک پہنچانے کا کوئی ذکر قرآن میں موجود نہیں ہے ۔

(۳) قرآن کو اکمل ومکمل، اور محمد علیہ السلام کو آخری ومکمل نبی ہم بھی مانتے ہیں اور محمد علیہ السلام کی فضیلت بھی اس ہی بات میں ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا رہے یعنی ان کی اُمت کے لوگوں کو قدم قدم پر بھٹکنے سے بچانے کے لئے نبی ضرور آتے رہیں، ورنہ محمد صلعم اس شرف سے محروم ہوجاتے ہیں کہ دیگر انبیاء کی نیابت میں ہزاروں نبی آئے اور ان کی نیابت میں ایک بھی نہیں آیا ۔

پس جس طرح دیگر انبیاء کی نیابت میں ہزاروں انبیاء آئے تھے ۔ اسیطرح محمد صلعم کی نیابت میں بھی ہزاروں نبی آسکتے ہیں (جن کا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا)

نیز محمد علیہ السلام کے بعد، بہت سے رسول، بہت سے نبی، اور بہت سی شریعتوں کے نازل ہونے کا مفصل ذکر قرآن میں بھی موجود ہے ۔ چنانچہ (۲۸) آیات آئینہ حق وباطل کے صفحہ نمبر ۲۵۸ پر مرقوم ہیں ۔ ان میں سے چند آیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں ۔

آیات قرآن

نمبر	آیت	ترجمہ از کامل مولوی ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی
(۱)	یٰبنی آدم اِمّا یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ٥ پ ۸/۱۱	(ترجمہ) اے بنی آدم جب کبھی تم ہی میں سے ہمارے پیغمبر تمہارے پاس پہنچیں اور ہمارے احکام تم کو پڑھ پڑھ کر سنائیں تو ان کا کہا مان لینا کیونکہ جو شخص انکے کہنے کے مطابق پرہیزگاری اختیار کریگا اور اپنی حالت کی اصلاح کریگا تو قیامت کے دن نہ تو کسی طرح کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طور پر آزردہ خاطر ہونگے

اس آیت میں بہت سے صاحب شریعت رسولوں کے مبعوث ہوتے رہنے کا مذکور ہے ۔ [۵]
تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق وباطل صفحہ نمبر ۱۰۰ تا ۱۰۸

نمبر	آیت	ترجمہ
(۲)	اِن الذین یکفرون بآیٰت اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرہم	(ترجمہ) بیشک جو لوگ خدا کی آیات کو جھٹلائیں گے ۔ اور ناحق انبیاء کو قتل کرینگے، اور ان لوگوں کو قتل کریں گے جو لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کا حکم دینگے ۔ پس ان کو دردناک عذاب

(۵ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۱)

	بعذاب الیم۔ اولئک الذین حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرة وما لهم من نٰصرین ۝	کی خبر سنا دو۔ اُنہیں لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو جائیں گے۔ اور اُن کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ پ۳ ع۱۱

اس آیت میں بہت سے نبیوں کے آنیکا مذکور ہے تفصیل کیلئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۹۸

(۳)	واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین ۝ پ۳ ع۱۷	اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جب دیئے میں تم کو کتاب اور حکمت پھر آئے کوئی رسول تمہاری تصدیق کرتا ہوا تمہارے پاس تو تمکو ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور اسکی نصرت کرنا ہوگا۔ کہا اقرار کرتے ہو تم اور لیتے ہو تم اپنے اوپر اس بوجھ کو؟ بولے ہم اقرار کرتے ہیں کہا شہادت کرو۔ (یعنی اس عہد نامہ پر اپنی مہر یں لگا دو) اور ہم بھی تمہارے ساتھ (اپنی مہر) شہادت لگاتے ہیں۔ پ۳ ع۱۷

اس آیت میں بھی بہت سے صاحب شریعت رسولوں کے آتے رہنے کا مذکور ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۱۰۴ و صفحہ نمبر ۱۳۶

(۴)	واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنک ومن نوح وابراهیم وموسی وعیسی ابن مریم واخذنا منهم میثاقا غلیظا پ۲۱ ع۱۷	(ترجمہ) اور جب لیا ہمنے نبیوں سے وہ عہد، اور تم سے، اور نوح سے، اور ابراہیم سے، اور موسیٰ سے، اور عیسیٰ ابن مریم سے اور لیا ہم نے ان سے پختہ، مضبوط و سخت عہد۔ پ۲۱ ع۱۷

اس آیت میں خاص طور پر محمد علیہ السلام کے بعد بہت سے رسولوں کے آنے کا ذکر ہے تفصیل کیلئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۱۳۶ غرض اس قسم کی ۲۸ آیات ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں بہت سے رسولوں، بہت سے نبیوں، اور بہت سی شریعتوں کا آتے رہنا صاف طور پر مذکور ہے۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ کے بعد جو رسول آنے والے ہیں ان کے نام و لقب، اور جو شریعتیں نازل ہونے

سلہ مترجم نے آیت کا ترجمہ تو قریب قریب صحیح کیا ہے۔ چونکہ اس سے ان کے عقیدہ پر زد پڑتی تھی اور کچھ کرنے کا موقعہ نہیں تھا۔ اس لئے حاشیہ پر اس طرح گل افشانی فرمائی ہے کہ ـــــ اس آیت کے شروع میں اتنی عبارت محذوف ماننی چاہئے ـــــ جب ہم نے آدم کو نافرمانی کی سزا میں بہشت سے نکالا تو ان کی نسل کی روحوں کو جمع کر کے یہ بھی فرما دیا تھا کہ ⟵ اتنی عبارت کے محذوف مان لینے سے اس آیت کا جو مضحکہ خیز مطلب ہوگا۔ اسکو ناظرین خود ہی سمجھ سکتے ہیں، گویا اللہ کا یہ فرمان نزول کے وقت نازل نہیں ہوا تھا، یعنی اہل قبور کو سنایا جا رہا ہے کہ جب تمہارے پاس رسول آئیں تو تم ان کی اطاعت ضرور کرنا۔ اس پر مفصل بحث آئینہ حق و باطل میں ملاحظہ ہو (دیکھو صفحہ نمبر ۱۰۰)

حالی ہیں۔ ان کے نام اور ان کے نزول کے وقت اور مفصل نشانیاں تک لکھی ہوئی ہیں۔ جس کی کچھ تفصیل آئینہ حق و باطل کے صفحہ ۲۹۱ و صفحہ ۳۶۵ و صفحہ ۳۷۴ پر بھی تحریر کردی گئی ہے۔

مگر قرآن کے اندر کوئی آیت اس مضمون کی نہیں ہے کہ ——— "آیندہ کوئی نبی نہیں آئے گا" ——— یا ——— "کوئی رسول نہیں آسکے گا" ——— یا ——— "کوئی کتاب یا کوئی صحیفہ وغیرہ نہیں آئے گا۔"

پس اس لئے مسلم وکیل کی تمام تراشی ہوئی مندرجہ بالا تاویلیں بھی غلط ہو جاتی ہیں۔ اور اُن تاویلوں سے جو فضائل مناقب (بطور ہجو ملیح کے) تراشے گئے ہیں وہ بھی ناقابل قبول، اور لائق نفریں ٹھہرتے ہیں۔

مسلم وکیل کی تاویلیں، اور اُن تاویلوں سے اخذ شدہ فضائل اور اُن جملہ فضائل کے ناقابل قبول ہونیکی داستان ہم سب ناظرین و سامعین سینکڑوں سال سے سُنتے چلے آرہے ہیں، مگر مومن وکیل کی عجیب غریب اور بالکل نئی انوکھی تاویلات کے فضائل و نتائج کے سُننے کا اشتیاق ہے۔ اسکے بعد ہم کوئی مناسب فیصلہ لکھنے پر غور کرینگے۔

مومن وکیل نے اپنی صفائی پیش کرنے کے سلسلہ میں لفظ ——— خاتم ——— کے معنوی تغیرات کے متعلق ایک نہایت محققانہ مضمون کسی اخبار سے اخذ کرکے عدالت میں پیش کیا تھا۔ جس کو اصل کتاب آئینہ حق و باطل سے اخذ کرکے ذیل میں پیش کرتے ہیں تاکہ اس لفظ کے جملہ معانی، اور تاویلات پر زیادہ غور کیا جاسکے۔

(از آئینہ حق و باطل ۱۹)

لفظ خاتم کے متعلق ایک نیا انکشاف

اخبار مخبر عالم مراد آباد میں لفظ خاتم کے متعلق ایک صاحب سید ظہیر حسن صاحب نے مندرجہ ذیل ایک نیا انکشاف طبع کرایا ہے جس کو ناظرین فاروق کی معلومات کے لئے بلفظہٖ نیچے نقل کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر اخبار "فاروق" امرتسر مؤرخہ ۷ ماہ مئی سال ۱۹۲۱ء صفحہ ۴ کالم ۲ و ۳)

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ لفظ خاتم عربی الاصل ہے۔ ہاں یہ وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ لفظ یونانی الاصل ہے۔ کیونکہ یونان میں سب سے پہلے یہ لفظ گولائی کے معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں جب اُن کو شاہی فرمانوں پر امتیازی نشان بنانے کی ضرورت لاحق ہوئی تو ایک مہر بنوائی گئی۔ جس پر بادشاہ کا نام و نشان وغیرہ کندہ کیا گیا تھا۔ چونکہ وہ مہر گول دائرہ کی شکل و صورت میں تھی۔ اسلئے اس مہر کو خاتم کہنے لگے۔ بعد میں جب یونانی طب عالم وجود میں آئی تو پھوڑے پھنسی کے خشک ہونے پر جو دائرہ کھرنڈ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اُس گول دائرہ کو یونانی طبی اصطلاح میں خاتم کہنے لگے۔ نیز پھوڑے پھنسی کے تمام

ہو جانے کے بعد جلد پر جو نشان پڑ جاتا ہے۔ چونکہ وہ بھی مہر کی صورت کا ایک گول دائرہ سا ہوتا ہے۔ اسلئے یونانی طبی اصطلاح میں اب تک اس نشان کو بھی خاتم کہتے ہیں۔

آغاز اسلام سے کئی صدی قبل جب اہل عرب کے گہوارہ جہالت سے میدان تجارت و تمدن میں قدم اتارا اور مختلف ممالک میں سیاحت و تجارت کی غرض سے نکلے تب اُن کو بھی خطوں اور رسیدوں اور دیگر چیزوں پر اپنا امتیازی نشان بنانے کی ضرورت ہوئی۔ اسلئے انہوں نے یونانی مہر کے نمونہ پر ایک مہر بنوائی۔ مگر اس میں یہ جدت کی کہ اس مہر کو ہر وقت حفاظت کیساتھ اپنے پاس رکھنے کیلئے انگوٹھی کی شکل میں تیار کرایا۔ لہٰذا اہل عرب بھی اس انگوٹھی یا مہر کو خاتم کہنے لگے۔ اس طرح لفظ خاتم یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل ہوا۔ اہل عرب کی اس جدت (انگوٹھی) نے عام مقبولیت حاصل کی یعنی اکثر لوگ اپنے نام و نشان کی مہر انگوٹھی کی شکل میں بنوانے لگے اور یہ رسم قریب قریب ہر ملک میں اب تک رائج ہے۔

جب خدا نے اہل عرب کی اصلاح کے لئے ایک شریعت (قرآن) نازل کی تو اس میں بھی اہل عرب کی اصطلاح کے مطابق خاتم کا لفظ مہر ہی کے معنی میں استعمال کیا۔ چنانچہ قرآن میں یہ لفظ آٹھ جگہ آیا ہے اور ہر جگہ مہر ہی کے معنی میں آیا ہے۔

جب عربی زبان کی لغت لکھی گئی تو لغت نویس نے خاتم کے معنی اہل عرب کی اصطلاح کے مطابق مہر۔ انگوٹھی۔ نگینہ کے تحریر کئے ہیں۔ نزول قرآن سے تقریباً ایک سو سال کے بعد خلفائے بنی امیہ نے ایک سیاسی مقصد کی تکمیل کیلئے خاتم کے معنی تمام ہونے، آخر ہونے یا پورا ہونے کے ترویج و تردید کرائے اور اسکا استعمال جدید معنی میں اس کثرت سے کرایا کہ خاتم کے اصلی معنی کو لوگ بھول گئے۔ جب مسلمان فاتح بنکر ہندوستان میں آئے تو لفظ خاتم کو بھی جدید معنی (البتہ) پہنائے ہوئے اپنے ہمراہ لائے اور پھر اردو زبان کی آغوش میں آ بیٹھا۔ چنانچہ اب لفظ خاتم یا ختم اردو زبان میں تمام ہونے آخر ہونے پورا ہونے کے معنی میں کثرت سے استعمال ہو رہا ہے لیکن اس لفظ کے معنوی تغیرات کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔

(مخبر عالم مراد آباد۔ مورخہ ۱۶- اپریل ۱۹۴۱ء)

مومن وکیل نے پیش کردہ مضمون سے نئی تحقیقات ہمکو اس لفظ کے معانی کے سلسلہ میں بالکل نئی وجدید معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اب مومن وکیل کا وہ بیان پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس نے مہر کی تعریف، اور مہر کے صحیح مقاصد کے سلسلہ میں دیا تھا، اس کے بیان کا ضروری اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے بھی ناظرین کو صحیح فیصلہ تجویز کرنے میں بہت مدد ملیگی۔

مومن وکیل کے بیان کا اقتباس

کلمہ خاتم النبیین جو محمد علیہ سلام کو جو بتنہ "نبیوں کی مہر" قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں مہر

کی تعریف، اور مہر کا مقصد معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔

مُہر کی تعریف

مہر ایک ایسی چیز کا نام ہے جس پر کچھ عبارت وغیرہ کندہ ہوا کرتی ہے۔ اور یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ پہلی قسم کی مُہر وہ ہوتی ہے جس پر کچھ عبارت وغیرہ کندہ ہوتی ہے اور دوسری قسم کی مُہر وہ ہوتی ہے جو پہلی مہر کا عکس یا نشان ہوتا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد علیہ السلام کو کس قسم کی مہر قرار دیا ہے؟

مومن وکیل نے آیات قرآن کی دلائل سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ محمد علیہ السلام کو دونوں قسم کی مہر قرار دیا گیا ہے، یعنی خاتم کی (تِ) کو اگر زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو محمد علیہ السلام پہلی قسم کی مہر تھے، یعنی خاتم کی (ت) کو زیر کے ساتھ پڑھنے سے اسکے معنی ہوتے ہیں "مُہر والا" ایسی صورت میں مہر سے مراد (قرآن) ہے، یعنی "محمد قرآن والے نبی" تھے جن لوگوں کو خدا کی طرف سے کتاب دیجاتی ہے اُن لوگوں کو آسمانی بادشاہت میں "مہر والا نبی" کہتے ہیں، مہر سے مراد اُن کی کتاب ہوتی ہے، "مہر والا نبی" اُن کا امتیازی نام ہوتا ہے۔ مثلاً آسمانی بادشاہت میں موسیٰ کے نام کے بہت سے لوگ ہیں مگر توریت والا موسیٰ صرف ایک ہی ہے، داؤد کے نام کے بہت سے لوگ ہیں مگر زبور والا صرف ایک ہی ہے۔ عیسیٰ کے نام کے بہت سے لوگ ہیں مگر "انجیل والا" عیسیٰ صرف ایک ہی ہے۔ مختصر یہ کہ جن انبیاء کو کتابیں دیجاتی ہیں ان کو "مہر والے انبیاء" کہتے ہیں، لہذا محمد علیہ السلام کو بھی قرآن دیا گیا تھا اس لئے وہ بھی "خاتم النبیین" یعنی "مہر والے نبیوں میں تھے"۔ تفصیل کیلئے دیکھو آئینہ حق و باطل حصہ اول صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۵)

نیز اگر خاتَم کی (تَ) کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو محمد علیہ السلام دوسری قسم کی مہر تھے۔ یعنی خاتَم کی تے کو زبر کے ساتھ پڑھنے سے اس کے معنی ہوتے ہیں "مُہر"۔ ایسی صورت میں "خاتم النبیین" کے معنی ہوئے (۱) نبیوں کا تصدیق شدہ۔ (۲) نبیوں کا قائمقام۔ (۳) نبیوں کی گواہی۔ (۴) نبیوں کی نشانی وغیرہ وغیرہ اسکی دلیل یہ ہے کہ محمد علیہ السلام کا نام۔ نعت وغیرہ، انبیائے سابق کی کتابوں میں بطور پیشگوئی کے لکھا چلا آرہا ہے، پس اسلئے محمد علیہ السلام کو "نبیوں کی چھاپی ہوئی مہر" قرار دیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل حصہ اول صفحہ ۸۸ تا ۹۱)

مہر کا مقصد

ہر قسم کی مہر خواہ وہ کہیں بھی لگائی جائے، مہر کا اصلی اور واحد مقصد صرف "گواہی یا شہادت" ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی شخص کسی جگہ اپنی مہر لگاتا ہے، اب غور کرو کہ وہ اپنی مہر کیوں لگاتا ہے؟ تھوڑا سا غور کرنے کے بعد تمکو خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنی مہر کسی بات کی تائید یا تصدیق کرنے کے لئے بطور "گواہ" کے لگاتا ہے۔ یعنی اپنی مہر کو بطور "گواہ کے" اپنا قائمقام یا جانشین بناتا ہے۔ اب غور کرو کہ وہ مہر اپنے مالک کی جانشین یا قائمقام بنکر کیا فرض انجام دیتی ہے؟ ذرا سا غور کرنے پر تمکو خود ہی

معلوم ہو جائیگا کہ وہ مہر بزبان حال اس بات کی "گواہی" دیتی ہے کہ۔ "میں فلاں شخص کی قائمقام یا جانشین ہوں" اور فلاں بات کی تصدیق یا تائید کرنے کے لئے "بطور گواہی کے لگائی گئی ہوں"۔ اب ناظرین خود ہی جواب دیں کہ کیا اسکے علاوہ مُہر کا کوئی اور مقصد بھی ہوتا ہے ؟

چونکہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی برادری میں مہر کا معاملہ "مقصد" نہایت پیچیدہ اور نہایت خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے، اسلئے ہم ان کو اُس پیچیدہ اور خطرناک راہ سے بچانے کے لئے "مہر کے مقصد" کو چند تشبیہات میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں، شاید وہ اس کو پڑھکر اصلی راہ پر آجائیں اور اپنے دوست اور دشمنوں کو پہچان سکیں۔

مُہر کی پُر لطف تشبیہات

(۱) خط یا کتاب کی مہر کوئی شخص ایک خط یا کتاب لکھتا ہے۔ اور اسکے شروع یا آخر میں اپنی مہر لگاتا ہے اب غور کرو کہ خط یا کتاب کی وہ مہر اپنے مالک کی قائمقام یا جانشین ہوکر، بزبان حال اس بات کی "گواہی" دیتی ہے کہ — میں فلاں شخص کی قائمقام ہوں"— اور اس بات کی تصدیق کرتی ہوں کہ — "یہ خط یا کتاب فلاں شخص کی لکھی ہوئی ہے"— اسکے علاوہ اس مُہر کا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا ہے۔

اب فرض کرو کہ کوئی شخص اس مُہر کے اصل مقصد کو نظر انداز کرکے اُس مہر سے یہ بات مراد لینے لگتا ہے کہ — چونکہ مہر سب سے آخر میں لگائی جاتی ہے، مہر کے لگنے سے ہر قسم کا سلسلہ بند یا منقطع ہوجاتا ہے۔ اس لئے اس خط یا کتاب کی مہر کا یہ مقصد ہے کہ — اس خط یا کتاب کا لکھنے والا شخص آخری شخص ہے، اس کے بعد کوئی شخص پیدا نہ ہوگا۔ اسکا یہ خط آخری خط ہے اسلئے آیندہ وہ کوئی خط نہ لکھ سکیگا، اسکی یہ کتاب آخری کتاب ہے۔ اس لئے آیندہ وہ کوئی کتاب نہ لکھ سکیگا۔

اب ناظرین ہمکو بتائیں کہ اس قسم کے عجیب غریب معانی رفاہِ عام کی خاطر، زیارت کرانے کے لئے کسی عجائب خانہ میں رکھے جانے کے قابل ہونگے یا نہیں ؟

(۲) کارڈ یا لفافہ کی مُہر عام طور پر لفافوں اور کارڈوں پر دو قسم کی مہریں ہوتی ہیں یعنی ایک بادشاہ وقت کی، اور دوسری مختلف ڈاکخانوں کی۔ بادشاہ کی مہر اپنے بادشاہ کی قائمقام ہوکر بزبان حال اس بات کی گواہی دیا کرتی ہے کہ "میں فلاں ملک کے فلاں بادشاہ کی قائمقام ہوں" اور ڈاکخانوں کی مہریں بھی اپنے اپنے ڈاکخانوں کی قائمقام ہوکر اس بات کی شہادت دیا کرتی ہیں کہ "ہم فلاں فلاں ڈاکخانوں میں فلاں فلاں وقت پر قیام کرکے آرہی ہیں" ان مواہیر کا بھی اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

اب فرض کرو کہ کوئی ابوالاحسن صاحب ان مواہیر کے اصلی مقاصد کو نظر انداز کرکے لفافے کی مواہیر کو دیکھکر

اس طرح تاویلیں کرنے لگیں کہ ــــ "یہ بادشاہ آخری بادشاہ ہے۔ اس بادشاہ کے بعد کوئی بادشاہ نہ ہوگا، یہ ڈاکخانے آخری ڈاک خانے ہیں۔ مہر کی وجہ سے اب ڈاکخانوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ اسلئے آیندہ کوئی ڈاکخانہ اپنی کوئی مہر کبھی نہ لگائیگا۔ اور یہ لفافہ آخری لفافہ ہے اور مہریں لگنے کی وجہ سے اب یہ لفافہ کبھی نہیں کھولا جائیگا۔ نیز یہ کارڈ آخری کارڈ ہے۔ اب کارڈ لکھنے والا آیندہ کوئی کارڈ نہیں لکھیگا۔ لہٰذا ناظرین وسامعین جواب دیں کہ ایسے ابوالاحمق کی دماغی کیفیت قابل رحم اور لائق علاج سمجھی جائیگی یا نہیں؟

(۳) فرمان شاہی کی مُہر | جب کوئی بادشاہ اپنا کوئی فرمان جاری کرتا ہے تو سب سے پہلے اُس فرمان پر بادشاہ کی مُہر ہوتی ہے۔ بادشاہ کی وہ مُہر اپنے بادشاہ کی قائمقام یا جانشین ہوکر بزبان حال اس بات کی "گواہی" دیتی ہے کہ ــــ "میں فلاں بادشاہ کی قائمقام ہوں" ــــ پھر فرمان کی عبارت تمام ہوجانے کے بعد کاتب کی مہر ہوتی ہے۔ کاتب کی مُہر بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ــــ "میں فلاں کاتب کی قائم مقام ہوں" ــــ

پھر کاتب کی مُہر کے بعد، بادشاہ کے وزیروں وغیرہ کی مہریں ہوتی ہیں جو اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ ــــ "ہم فلاں فلاں وزیروں کی قائمقام ہیں" ــــ

اس فرمان کی جملہ مواہیر کا واحد مقصد صرف "گواہی" ہوتا ہے جو اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے مالکوں کی جانشین ہوکر اس بات کی تصدیق وتائید کرتی ہیں کہ "یہ فرمان فلاں بادشاہ کی جانب سے جاری ہوا ہے" ــــ اس کے علاوہ مہر کا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

اب فرض کرو کہ کوئی شخص ان مواہیر کے اصل مقاصد کو نظرانداز کرکے، ان مواہیر کا یہ مقصد بیان کرتا پھرتا ہے کہ ــــ "مہر کے معنی خط وکتابت کا سلسلہ منقطع ہوجانے کے ہیں اس لئے ان مواہیر کا یہ مطلب ہے کہ ــــ اس بادشاہ کے بعد اب کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اور اس فرمان کے بعد کوئی فرمان نہ لکھا جائیگا۔ ان وزیروں کے بعد کوئی وزیر نہ ہوگا" ــــ اب جملہ ناظرین ہمکو جواب دیں کہ جب ایسی عجیب وغریب اور نادر ونایاب تاویلوں کا علم بادشاہ وقت کو ہوجائیگا تو وہ ایسے شخص کو پاگل خانہ میں بھجوائیگا، یا جیل خانہ میں؟ یا جہنم کے کسی خانہ میں؟ اور یہ بات بھی ضرور بتائیں کہ جو لوگ ایسی عجیب وغریب باتوں کو آمنّا وصدّقنا کہتے پھریں گے وہ لوگ احمق کہلانے کے مستحق ہونگے یا بیوقوف؟ اور ان کو کہاں بند کیا جائیگا؟

(۴) ختامہٗ مسکٌ یعنی شراب کی بوتل کی مہر | فرض کرو کہ ایک شخص شراب بناتا ہے پھر اسکو بوتلوں میں بھرتا ہے، پھر بوتلوں میں مہر لگاتا ہے۔ بوتل کی مہر بھی اس بات کی "گواہی" دیتی ہے کہ ــــ "میں فلاں شخص کی قائمقام ہوں" ــــ اور اس بات کی تصدیق کرتی ہوں کہ اس بوتل

کے اندر جو شراب ہے وہ میرے مالک کی تیار کی ہوئی ہے۔

اب غرض کرو کہ ایک عیار و مکار شخص اس بوتل کی مُہر کو دیکھتا ہے اور مہر کے اصل مقصد کو نظر انداز کرکے لوگوں کو اس طرح بہکانے لگتا ہے کہ دیکھو اس بوتل کے اندر شراب کو بند کرکے بوتل کے منہ پر مہر لگادی گئی ہے، چونکہ ہر قسم کی مہر آخر میں لگائی جاتی ہے اور ہر قسم کا سلسلہ بند کرنے کے لئے لگائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس مہر سے یہ مراد ہے کہ یہ بوتل آخری بوتل ہے۔ اور اس بوتل کے اندر جو شراب ہے وہ بھی آخری شراب ہے۔ پس اس کے بعد نہ کوئی بوتل آئیگی، اور نہ آئندہ کسی بوتل میں شراب بھری جائیگی وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا اب ہمیں ناظرین جواب دیں کہ اس قسم کا دھوکہ دینے والے شخص کو کامل شیطان کہا جائے گا یا نہیں؟ اور جو لوگ اس بیہودہ تاویل کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوں۔ ان کی بالائی منزل (یعنی دماغ) کو ایک لطیف چیز (یعنی عقل و خیر) سے خالی سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(۵) نقلی یا جعلی مُہر

اکثر لوگ ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے اصلی مہر کی نقل بنوا لیتے ہیں، یا اصلی مہر کا ناجائز طریقہ پر استعمال کیا کرتے ہیں۔ مثلاً

عثمان غنی کے وزیر اعظم مسمی مروان نے محمد بن ابوبکر کو اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرانے کے لئے مصر کے گورنر کو ایک فرمان لکھا تھا اور اس فرمان پر عثمان غنی کی مہر لگا کر قاصد کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا۔ اتفاقاً وہ قاصد راستہ میں پکڑا گیا تھا جس کے نتیجہ میں عثمان غنی کو لوگوں نے قتل کر دیا تھا اور اس جرم کا اصل مجرم یعنی مسمی مروان فرار ہو کر امیر معاویہ کی پناہ میں جا چھپا تھا۔ گویا اس طرح سے مروان نے اصلی مہر کا جعلی طور پر استعمال کیا تھا۔

نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ اس مقدمہ میں ہم کلمہ "خاتم النبیین" کی جس مہر پر بحث کر رہے ہیں۔ اس مہر کا جعلی شاہکار بھی اسی جعلساز مسمی مروان کا بنایا ہوا ہے۔ یعنی امیر معاویہ نے مروان کے مشورہ سے ــــ کلمہ "خاتم النبیین" کی مہر کے یہ عجیب و غریب احمقانہ و کافرانہ معانی (یعنی آخر ہونا، تمام ہونا، منقطع ہونا، بند ہونا وغیرہ وغیرہ) ایجاد کئے تھے، ان معانی کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے، یہ کافرانہ معانی کیوں ایجاد کئے تھے اس کا تفصیلی ذکر ہم آگے چلکر کرینگے۔ الغرض مہر کے ایسے استعمال کو بھی "جعلی مہر" کہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے کسی کی مہر کا نقلی یا جعلی طریقہ پر استعمال کرتا ہے یا اپنے ایجنٹوں سے کرتا ہے۔ اور ان کی جعلسازی کی اطلاع مہر کے مالک کو ہو جاتی ہے تو وہ فوراً جعلسازوں کو گرفتار کرا کے عدالت سے سزا دلاتا ہے اب ناظرین جواب دیں کہ کلمہ "خاتم النبیین" کی مہر جن لوگوں نے جعلی طریقہ پر ناجائز فائدہ حاصل کیا ہوگا اور اکثر مسلمانوں کو دھوکہ و فریب دیکر بیوقوف بنایا ہوگا کیا ایسے لوگوں کو خاتم النبیین کی مہر کا مالک آسمانی بادشاہت میں سزا نہیں دلائے گا؟

غالباً مندرجہ بالا تشبیہات سے "مہر کا اصل مقصد" جملہ ناظرین پر واضح ہو گیا ہو گا۔ یعنی ہر قسم کی مہر خواہ وہ کارڈ پر لگائی جائے یا لفافے پر، رسیدوں پر لگائی جائے یا ٹکٹوں پر، نیچے لگائی جائے یا اوپر، یا عین وسط میں، غرض کہیں بھی لگائی جائے ہر قسم اور ہر جگہ کی مہر کا واحد مقصد صرف = "گواہی۔ یا۔ شہادت دینا" ہوتا ہے یعنی ہر قسم کی مہر اپنے مالک کے نام و لقب وغیرہ کا فوٹو یا عکس یا نقشہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ مہر

(۱) اپنے مالک کی جانشین ہوتی ہے۔

(۲) اپنے مالک کی قائمقام ہوتی ہے۔

(۳) اپنے مالک کی نشانی ہوتی ہے۔

بس اسی لئے وہ بطور گواہ کے اپنے مالک کی قائمقام بنکر کسی بات کی "تصدیق یا تائید" کیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ مہر کا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

غالباً اب جملہ ناظرین و سامعین بغیر ہماری امداد کے کلمہ "خاتم النبیین" کا صحیح صحیح مطلب، اور صحیح صحیح تاویل سمجھ گئے ہوں گے، یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد علیہ السلام کو "نبیوں کی مہر" کیوں قرار دیا تھا؟ اب اس کلمہ — خاتم النبیین — کے صحیح معنی اور تاویلات ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

محمدؐ نبیوں کی مہر تھے

یعنی

(۱) محمدؐ نبیوں کی گواہی تھے

مہر کا اصلی مقصد صرف — "گواہی و تصدیق کرنا" — ہوتا ہے۔ چنانچہ محمد علیہ السلام کا نام بحیثیت مہر کے جملہ انبیاء کی کتابوں میں چھپا ہوا یا لکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ جملہ انبیاء کی — "گواہی" — تھے۔ یعنی جملہ انبیاء نے ہزاروں سال پہلے سے ان کے مبعوث ہونے کی گواہی دی تھی۔ اور محمدؐ نے ہزاروں سال کے بعد مبعوث ہو کر ان کی گواہی دی تھی گویا دونوں فریق (یعنی جملہ انبیاء اور محمد) مصدق۔ اور مصدق تھے، چنانچہ ہر مہر کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ مصدق بھی ہوتی ہے اور مصدق بھی ہوتی ہے (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۹۲ و ۹۶)۔

(۲) محمدؐ نبیوں کے جانشین تھے

چونکہ ہر چھاپی ہوئی مہر اپنے مالک کی اور اصلی مہر کی — "جانشین" — ہوتی ہے۔ لہذا محمدؐ بھی تمام انبیاء کے "جانشین" تھے جس کی تصدیق میں قرآن کے اندر بیشمار آیات موجود ہیں۔

(۳) محمد نبیوں کے قائمقام تھے

چونکہ ہر ایک مہر اپنے مالک کی — قائمقام — بھی ہوتی ہے۔ لہذا محمد جسطرح پچھلے انبیاء کے جانشین تھے، اسیطرح بعد میں آنیوالے انبیاء کے "قائمقام" بھی تھے۔ جسکی شہادت قرآن کی بہت سی آیات دیرہی ہیں۔ تفصیل کیلیے دیکھو آئینہ حق وباطل صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۵ و ۲۵۸۔

(۴) محمد نبیوں کے نشان تھے

ہر ایک مہر — اصلی مہر کا — "نشان" — ہوتی ہے۔ لہذا محمد جملہ انبیاء کی چھاپی ہوئی مواہیر کا — "نشان" — تھے۔ چنانچہ اس مہر (یعنی محمد) میں تمام انبیاء کے اوصاف وخصائل بھی بطور — نشان — کے موجود تھے۔ جسکی تصدیق میں قرآن کے اندر بیشمار آیات موجود ہیں۔

(۵) محمد نبیوں کا فوٹو تھے

ہر چھاپی ہوئی مہر، اصلی مہر کا فوٹو بھی ہوتی ہے، لہذا محمد علیہ السلام اپنے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے جملہ انبیائے ماسبق کے — فوٹو — بھی تھے جس کی تصدیق میں قرآن کے اندر بیشمار آیات موجود ہیں۔

(۶) محمد نبیوں کا عکس تھے

ہر ایک مہر، اصلی مہر کا عکس ہوتی ہے، لہذا محمد علیہ السلام بلحاظ اوصاف وخصائل جملہ انبیاء کے۔ عکس بھی تھے۔ جس کی گواہی میں قرآن کے اندر بہت سی آیات موجود ہیں۔

(۷) محمد نبیوں کے نمونہ تھے

ہر چھپی ہوئی مہر، اصلی مہر کا نمونہ ہوتی ہے، لہذا محمد علیہ السلام اور محمد کی مہر (یعنی قرآن) جملہ انبیاء کے اور ان کی کتابوں کے — "نمونہ" — تھے جس کی تصدیق میں قرآن کے اندر بے شمار آیات موجود ہیں۔

(۸) محمد نبیوں کی حفاظت تھے

ہر مہر اپنے مالک کے بیان، یا مال وجائداد وغیرہ کی حفاظت بھی کیا کرتی ہے لہذا محمد علیہ السلام پچھلے تمام انبیاء کے بیانات اور جملہ مال وجائداد (یعنی انکی کتابوں وصحیفوں) کی — "حفاظت" — بھی کرنیوالے تھے جسکی تصدیق میں قرآن کی بیشمار آیات موجود ہیں۔

(۹) محمد نبیوں کا سلسلہ جاری کرنیوالے تھے

اصلی مہر، صرف ایک مرتبہ چھپکر اپنا کام منقطع یا بند نہیں کردیتی ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ہمیشہ چھاپنے کا سلسلہ جاری رکھتی ہے۔ لہذا محمد علیہ السلام نبیوں کی اصلی مہر (یعنی صحیفوں وکتابوں) کی مانند، مہر والے (صاحب قرآن) نبی بھی تھے۔ یعنی اپنے بعد بہت سے انبیاء وصاحب شریعت مرسلین کے مبعوث ہونے کی صاف صاف اطلاع دیکر — "نبیوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنے والے تھے"۔ تصدیق کے لئے دیکھو قرآن کی وہ (۲۸) آیات جو آئینہ حق وباطل کے صفحہ نمبر ۲۵۸ پر درج ہیں۔ اور چند آیات کی تفسیر صفحہ نمبر ۱۲۶ پر درج ہے۔

(۱۰) محمد مصدوق انبیاء تھے	"یعنی پچھلے تمام انبیاء کے تصدیق شدہ رسول تھے"۔ (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۹۲ تا ۹۶۔
(۱۱) محمد مصدّق انبیاء تھے	یعنی گذشتہ و آئندہ آنیوالے انبیاء کی تصدیق کرنے والے تھے (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۹۶ تا ۱۱۲۔
(۱۲) محمد مہر والے نبیوں میں تھے	"یعنی پچھلے انبیاء کی مانند ایک مہر (یعنی شریعت قرآن) محمد علیہ السلام کو بھی ملی تھی"۔ تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۵۔

(نوٹ) مندرجہ بالا (۱۲) تاویلات کی تفسیر ہم بارہ صحیفوں میں علیحدہ علیحدہ لکھیں گے اور ہر صحیفہ میں محمد علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ ثابت کیا جائیگا، سردست صرف پہلی تاویل (یعنی محمد نبیوں کی گواہی تھے) کی تفصیل ذیل میں بیان کرتے ہیں، اس عظیم الشان معجزہ کو ذرا توجہ کے ساتھ دیکھئے، اور پھر مسلم وکیل کی بیان کردہ مضحکہ خیز تاویلوں سے تعوذ کا اظہار کیجئے۔

مومن وکیل کے مندرجہ بالا بیان سے، ہمکو مہر کی تعریف، مہر کے مقاصد، اور مومن وکیل کی اخذ شدہ کلمہ خاتم النبیین کی تاویلات کا خلاصہ معلوم ہوگیا۔ اب کلمہ "خاتم النبیین" کے دو لفظوں کے اندر جس معجزہ کا دعوے مومن وکیل کرتا ہے۔ اس عظیم الشان معجزہ کو مومن وکیل حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

محمد خاتم النبیین کا عظیم الشان معجزہ

آیت

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اس آیت میں کچھ لفظی و معنوی تحریف کی گئی ہے۔ اس لئے معجزہ سے پہلے اس تحریف کا انکشاف کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

پہلی لفظی تحریف	اس آیت میں ایک لفظی تحریف یہ ہے۔ کہ جب قرآن نازل ہوا تھا۔ اس وقت محمد رسول اللہ نے الفاظ قرآن پر اعراب وغیرہ نہیں لگوائے تھے، محمد علیہ السلام کی وفات

کے بعد جب حضرت ابوبکر نے قرآن کی ترتیب کرائی تھی۔ اسوقت بھی اعراب نہیں لگائے تھے پھر دوسری مرتبہ جب حضرت عثمان نے قرآن کی تدوین کرائی تھی۔ اسوقت بھی اعراب نہیں لگائے تھے۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ و یزید، اور مروان کے دور حکومت تک اعراب نہیں تھے۔ عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں ایک ظالم شخص مسمی حجاج ابن یوسف ثقفی نے حکومت وقت کی تحریک سے قرآن میں زیر و زبر و پیش وغیرہ کا اضافہ کیا تھا، چنانچہ اسوقت سے آجتک قرآن میں تحریف بدستور اسیطرح سے موجود ہیں۔ یہ زبردست لفظی تحریف تھی۔

اعراب نہ ہونے کی حالت میں قرآن کے اندر بہت بڑی معنوی خوبی موجود تھی۔ یعنی ایک ایک لفظ کئی کئی قراءت اور کئی کئی لہجہ سے اور کئی کئی معانی سے پڑھا جا سکتا تھا۔ جس کی وجہ سے آیات قرآن کے بہت سے اسرار و عرفان قلب پر انکشاف ہوتا تھا۔ مگر اعراب کے لگنے سے قرآن کی وہ بہت بڑی خوبی معدوم ہوگئی، یعنی آیات قرآن کے معانی و مطالب محدود ہو کر رہ گئے، تصدیق کے لئے تاریخی حیثیت سے ہم ایک روایت بھی ذیل میں نقل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے قرآن ثانی یعنی "صحیح بخاری شریف" میں موجود ہے۔

حدیث

حضرت عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات میں ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا لیکن ان کا لہجہ میرے سنے ہوئے لہجہ سے بدلا ہوا تھا میں نے ارادہ کیا کہ نماز ہی میں ان کو پکڑ کے لیجاؤں۔ لیکن میں نے زبردستی نفس کو سنبھالا، جب وہ سلام پھیر چکے تو انکو اپنی چادر سے باندھا اور کہا کہ تمکو یہ سورت کس نے سکھائی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمہارے لہجہ کے برخلاف سکھائی ہے۔ القصہ دونوں صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں ان کو آپ کی خدمت میں گھسیٹتا ہوا لے گیا اور حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ سورۂ فرقان اور ہی طریقہ سے پڑھتے ہیں جو آپ نے ہمیں نہیں بتایا۔ فرمایا ہشام کو چھوڑ دو۔ اسکے بعد آپ نے ہشام سے کہا کہ پڑھو انہوں نے بطرق سابق پڑھکر سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح قرآن نازل ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ عمر اب تم پڑھو۔ پھر میں نے پڑھی تو حضور نے فرمایا کہ قرآن ایسے ہی نازل ہوا ہے۔ قرآن سات قراءت پر نازل ہوا ہے۔ ان میں جو آسان ہو پڑھو۔

(تجرید بخاری صفحہ ۲۵۶ مترجم مولوی حکیم دائم صاحب پروفیسر اورینٹیل کالج ریاست رام پور)

اس حدیث سے ثابت ہے کہ محمد علیہ السلام کے زمانہ میں قرآن کے الفاظ کئی کئی معانی اور کئی کئی طریقہ سے پڑھے جاتے تھے

بغیر عربی زبان میں زیر و زبر کے رد و بدل سے معانی و مطالب میں زمین و آسمان کا سا اختلاف ہو جاتا ہے۔ اب نہیں کہا جاسکتا کہ اس قسم کی غلطیاں قرآن میں کتنی جگہ اور کہاں کہاں ہوئی ہونگی، بہر حال اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زیر و زبر کے اضافے سے قرآن میں زبردست لفظی تحریف ہوگئی ہے۔

دوسری لفظی تحریف زیر بحث آیت میں ایک لفظ — خاتم — ہے اس لفظ کی (ت) کے اوپر چونکہ زبر لگادیا ہے تو اس وجہ سے اس لفظ کے معنی صرف (مہر) کے محدود ہو کر رہ گئے ہیں اگر (ت) کے اوپر زبر نہ لگایا جاتا تو اس لفظ کی (ت) کو زیر کے ساتھ بھی پڑھ سکتے تھے، زیر کے ساتھ پڑھنے سے اس لفظ کے معنی ہوتے ہیں (مُہر والا) لہٰذا اس حیثیت سے زیر بحث آیت میں ایک لفظی تحریف بھی موجود ہے۔ کیا کوئی مروانی شخص اس لفظی تحریف کا انکار کر سکتا ہے؟ نہیں معلوم کہ ابن معاویہ کے قوم کے لوگ ایسی زبردست لفظی تحریف کے ہوتے ہوئے لفظی تحریف کو کیوں چھپاتے ہیں؟ اور کیوں انکار کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں؟ الغرض اس آیت میں یہ دوسری لفظی تحریف تھی۔

جب حجاج ابن یوسف نے قرآن کے اندر زیر و زبر کا اضافہ کیا تھا۔ اس وقت اصحاب رسول اور مومنین کی ایک کثیر تعداد موجود تھی جنہوں نے حجاج مذکور کی اس کارروائی کے خلاف زبردست احتجاج کیا تھا۔ مگر حجاج مذکور نے اُن سب لوگوں کو نہایت ظالمانہ طریقہ پر قتل کرادیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری وغیرہ میں اُن مقتولین کی تعداد کا تخمینہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب لکھا ہوا ہے۔ اُن مقتولین میں بہت سے انبیاء، علماء، اور اصحاب رسول بھی شامل تھے۔ حجاج مذکور اہل ایمان کا اور خصوصاً اہل بیت کا سخت ترین دشمن تھا مگر حجاج ابن یوسف کی قوم کے لوگ حجاج فاسق کو قرآن کا بہت بڑا عالم و عارف مانتے ہیں۔

مختصر یہ کہ زیر بحث آیت میں ایک لفظی تحریف موجود ہے۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا، اب ہم حجاج مذکور کے لائق شاگردوں نے زیر بحث آیت میں جو معنوی تحریف کر کے ہمارے مسلمان بھائیوں کو دھوکا اور فریب دیا ہوا ہے ذیل میں اس معنوی تحریف کا ذکر کرتے ہیں۔

معنوی تحریف زیر بحث آیت کے شروع میں ایک لفظ — کَانَ — موجود ہے، یہ لفظ عربی قواعد میں صرف "ماضی بعید" یا "ماضی" کے لیے مخصوص ہے مگر شیطانی گروہ نے اس لفظ کا ترجمہ زیر بحث آیت میں بجائے — "ماضی" — کے — "حال" — کیا ہوا ہے۔ یہ معنوی تحریف ہے۔

معنوی تحریف کیوں کی گئی؟ اس جگہ ماضی کو حال بنانے کی اصلی غرض یہ تھی کہ اگر اس جگہ ماضی کو حال نہ بناتے تو پھر قرآن میں اور کوئی لفظ ایسا موجود نہیں تھا کہ جس پر شیطانی عقیدہ (یعنی انقطاع نبوت) کی بنیاد رکھی جا سکتی۔ پس تمام قرآن میں صرف یہی موقعہ ایسا تھا کہ جس میں ایک ذرا سی معنوی تحریف

کرکے ایک خطرناک یعنی "شیطانی عقیدہ" کی بنیاد رکھی جا سکتی تھی۔ چنانچہ زیر بحث آیت میں ماضی کو حال بنا کر نہایت پُر فریب طریقہ سے "نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کا" اعلان کر دیا گیا تھا یعنی مسلمانوں سے کہدیا گیا تھا کہ ۔۔۔ "محمد آخری نبی تھے، اُن کے بعد کوئی نبی کبھی نہیں آسکتا، اب جو شخص نبوت کا دعوے کرے، اسکو فوراً ہی قتل کر دو، سولی چڑھا دو، آگ میں جلا دو یا پانی میں ڈبو دو وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ چنانچہ وہ شیطانی گروہ صدہا سال سے ہمارے نادان مسلمانوں سے یہ شیطانی کام کرا رہا ہے گویا اس طریقہ سے جہنم خوب آباد ہو رہا ہے۔

زیر بحث آیت میں ماضی کو حال بنانے کے لئے یہ شیطانی عقیدہ (انکار نبوت) کیونکر پیدا ہوا؟ اس کی تفصیلات یہ ہیں کہ ۔۔۔ اگر لفظ ۔ "کان" ۔۔ کا اصلی ترجمہ ماضی میں کیا جاتا تو کلمہ ۔۔۔ "خاتم النبیین" ۔۔۔ کا ترجمہ اس طرح ہوتا کہ ۔۔۔ "محمد خاتم النبیین تھے یعنی نبیوں کی مہر تھے" لیکن ایسا ترجمہ کرنے سے شیطانی گروہ کا کام نہیں بنتا تھا، پس اس نے ماضی کو حال بنا لیا، یعنی ماضی کو حال بنانے سے کلمہ ۔۔۔ خاتم النبیین ۔۔۔ کا ترجمہ اس طرح ہو گیا کہ ۔۔۔ "محمد خاتم النبیین ہیں، یعنی نبیوں کی مہر ہیں۔ باقی سارا کام زبانی طور پر چلا لیا گیا کہ ۔۔۔ مہر آخر میں لگائی جاتی ہے، اس لئے محمد آخری نبی ہیں، سلسلہ منقطع ہو گیا ہے، دروازہ بند ہو گیا ہے، کوئی نبی نہیں آسکتا، وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ شیطانی گروہ کی تمام تفسیریں، ترجمے، لغتیں وغیرہ اٹھا کر دیکھ لو، ان میں یہی عیاریاں، مکاریاں، چالبازیاں، طاغوتیاں نظر آئیں گی۔ نمونہ کے طور پر ہم اس آیت کا صحیح ترجمہ اور اسکے مقابلہ میں ایک شیطانی ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین دونوں ترجموں کا اچھی طرح موازنہ کرکے صحیح فیصلہ کر سکیں۔

آیت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

صحیح ترجمہ	شیطانی ترجمہ
محمد تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں تھا۔ اور البتہ وہ اللہ کا رسول تھا، اور خاتم النبیین (یعنی نبیوں کی مہر) تھا، اور اللہ کو سب چیزوں کا علم تھا۔ (از مومن کیل)	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (تو زید کے کیوں ہوں) وہ تو اللہ کے رسول ہیں، اور رسولوں کے مہر کی طرح سب پیغمبروں کے آخر میں ہیں، اور اللہ تمام چیزوں (کے حال) سے واقف ہے۔ (از حمائل ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی مترجمہ ۱۳۱۹ھ مطبع فاروقی دہلی)

ہماری مندرجہ بالا تحقیقات سے آپکو یہ بات معلوم ہوئی کہ عیار لوگوں نے عوام الناس کو فریب دینے کے لئے زیر بحث آیت میں عمداً تحریف کی ہوئی ہے۔ اسی طرح قرآن میں جابجا لفظی و معنوی تحریف موجود ہے، خصوصاً معنوی تحریف

گا تو یہ عالم ہے کہ تمام قرآن ہی معنوی تحریف سے بھرا ہوا ہے۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ جلسانوں کا تمام گروہ بڑے شاندار الفاظ میں اس بات کا ڈھنڈورہ پیٹتا پھرتا ہے کہ ـــــ "قرآن میں ایک حرف یا ایک نقطہ کی بھی تحریف نہیں ہوئی ہے" ـــــ تھوڑی دیر کے لئے ہم اس بات کو بھی تسلیم کئے لیتے ہیں کہ "قرآن میں لفظی تحریف نہیں ہوئی" لیکن جب تمام کام صرف معنوی تحریف سے چلا لیا گیا تو مقصد پورا ہو گیا، پھر لفظی تحریف کرنے کی کیا ضرورت باقی رہی؟ حالانکہ قرآن میں مختلف ناجائز اغراض کی وجہ سے چند جگہ لفظی تحریف بھی کی گئی ہے جس کا انکشاف ہم آئینہ حق و باطل کے دوسرے حصہ میں کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ

اب ہم اصل معجزہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ زیر بحث آیت میں وہ

عظیم الشان معجزہ یہ ہے

کہ

زیر بحث آیت میں اللہ کا سلسلہ کلام اس طرح پر ہے کہ ← محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تھے ولیکن اللہ کے رسول تھے ← اب یہ سوال فطرتاً پیدا ہوتا ہے کہ

محمد اللہ کے رسول کیونکر تھے؟

اگر عرب کے جاہل لوگوں سے اس طرح کہا جاتا کہ ـــــ یہ قرآن خدا کا کلام ہے جو محمد رسول اللہ کی زبان پر وحی کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے تو یہ بات کسی طرح ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ کیونکہ وحی کی حقیقت ایک نہایت لطیف اور نہایت مخفی کیفیت ہوتی ہے۔ جو بڑے اہتمام اور حفاظت کے ساتھ، فرشتوں کے پہرے لگا کر روح الامین کی معرفت، خدا کی طرف سے رسول کے پاس آیا کرتی ہے، وحی کی حقیقت کا سمجھنا ہر انسان کے فہم و ادراک سے باہر ہے۔ چنانچہ آج تیرہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی وحی کا معاملہ بڑے بڑے ذی علم ذی عقل کے لئے ایک ناقابل حل معمہ بنا ہوا ہے، لہٰذا عرب کے جاہل مطلق دیہاتی لوگ اس بات کا کیونکر یقین کرتے کہ؟ ـــــ "یہ قرآن واقعی اللہ کی جانب سے وحی کے ذریعہ نازل ہوا ہے" اور محض اس وجہ سے محمد اللہ کے رسول ہیں۔ غرض اس بات کا سمجھنا نہ صرف ان کے لئے بلکہ بڑے بڑے ذی علم ذی عقل لوگوں کے لئے دشوار تھا اور آج تک دشوار ہے۔ لہٰذا محمد کو اللہ کا رسول منوانے کے لئے کسی ایسی سند یا ایسے معجزہ کی ضرورت تھی جس کی وجہ سے ہر شخص یقین کر لیتا کہ ـــــ "واقعی محمد اللہ کے رسول ہیں" ـــــ

نیز اگر محمد علیہ السلام چاند اور سورج کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیتے تو یہ بات بھی ان کے "رسول اللہ" ہونے کی دلیل قرار نہیں دی جاسکتی تھی۔ کیونکہ اس قسم کے کرشمات، ہر انسان، علم سیمیا وغیرہ کی مدد سے دکھا سکتا ہے (سیمیا ایک جادو کی قسم ہے اور جسکو ہر شخص اپنی ذاتی کوشش سے حاصل کر سکتا ہے۔)

اگر محمد علیہ السلام موسیٰ کلیم اللہ کی طرح اپنے عصا کو اژدہا، اور اپنے ہاتھ کو آفتاب کی طرح روشن کرکے دکھا دیتے تو کفار عرب فرعونیوں کی طرح، اس کو بھی جادو کہہ کے جھٹلا سکتے تھے، اور اس قسم کی باتیں رسالت کی سند بھی قرار نہیں دی گئی ہیں"

اگر محمد علیہ السلام، عیسےٰ روح اللہ کی طرح، مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو چنگا کرکے دکھا دیتے تو یہ باتیں بھی معیار رسالت قرار نہیں دیجا سکتی تھیں، کیونکہ یہ سب باتیں بھی علم طب اور مسمریزم کا کرشمہ قرار دیجا سکتی تھیں اور دیجا چکی تھیں"

لہٰذا محمد علیہ السلام کو اللہ کا صادق رسول منوانے کیلئے کوئی ایسی سند یا ایسی دلیل یا ایسا معجزہ پیش کرنیکی ضرورت تھی کہ —— جسکو دیکھکر جاہل سے جاہل انسان بھی، بیساختہ پکار اٹھتا کہ —— "بیشک محمد اللہ کے سچے رسول ہیں" —— چنانچہ جب اللہ نے محمد علیہ السلام کو اپنا رسول قرار دیا تھا (یعنی —— لکن رسول اللہ —— فرمایا تھا) تو اسکے بعد ہی نہایت مختصر مگر نہایت جامع الفاظ میں ایک ناقابل تردید سند یا ایک عظیم الشان معجزہ پیش کیا تھا، وہ سند یا معجزہ صرف دو لفظوں میں تھا۔ وہ لفظ یہ ہیں کہ

"خاتم النبین"

—"یعنی محمد ؐ کے صادق رسول ہونیکی یہ سند ہے کہ وہ ہزاروں سال پہلے سے نبیوں کی کتابوں میں بطور پیشینگوئی کے مُہر کی صورت میں موجود تھا"——

غور کرو کہ دو لفظوں کے اندر کیسی ناقابل تردید سند —— یا —— کیسا عظیم الشان معجزہ پیش کیا گیا ہے؟

شاید بعض لوگ اس سند یا معجزہ کو ابھی نہ سمجھے ہوں، اس لئے ذیل میں اس کی کسی قدر وضاحت کی جاتی ہے۔

معجزہ کی وضاحت

کلمہ "لکن رسول اللہ" کی تشریح

اس آیت کے شروع میں چونکہ لفظ —— کَانَ —— آیا ہے، اسلئے اسکا مطلب یہ ہے کہ —— "محمد علیہ السلام ہزاروں سال پہلے سے اللہ کے رسول مقرر ہو چکے تھے" —— چونکہ آج تک جمہور علماء اس کلمہ (لکن رسول اللہ) کا ترجمہ بجائے ماضی کے حال میں کرتے آ رہے ہیں (یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں) اس سلئے ممکن ہے کہ بعض لوگ اس بات کا ثبوت یا دلیل طلب کریں کہ —— محمد

علیہ السلام ہزاروں سال پہلے سے اللہ کے رسول کس طرح مقرر ہو چکے تھے؟ اس کے متعلق ایک دلیل تو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں (یعنی اس آیت کے شروع میں لفظ — کَانَ — جو ماضی بعید کے معنی میں آتا ہے) اور چند دلیلیں ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ ہزاروں سال پہلے محمد علیہ السلام کا نام ولقب صحف ابراہیم میں (طاب طاب) لکھا جا چکا تھا۔ جس کے معنی محمد کے ہیں۔ (دیکھو آثار خیبری صفحہ ۲۹۶)

دوسری دلیل یہ ہے کہ توریت میں محمد علیہ السلام کا نام (محمدیم) لکھا جا چکا تھا، (دیکھو غزل الغزلات سلیمان باب ۵ آیت ۱۶)

تیسری دلیل یہ ہے کہ حبقوق باب ۳ آیت ۳ میں محمد علیہ السلام کا نام ونشان "قدوس" کے نام سے اس طرح مرقوم ہے ← اور قدوس کوہ فاران سے ←

چوتھی دلیل یہ ہے کہ حجی باب ۲ آیت ۷ میں محمد علیہ السلام کا نام ← حمدا ← مرقوم ہے جو لفظ احمد اور محمد سے مشتق ہے۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ صحیفہ دانی ایل میں بھی محمد علیہ السلام کا نام ← حمدا ← مرقوم ہے جو لفظ احمد و محمد سے مشتق ہے۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ انجیل میں محمد علیہ السلام کا نام (پیرا قلیط) آیا ہے جس کے معنی احمد کے ہیں (دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ و ۲۶) وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ضرورت ہو تو اور بھی دلائل پیش کی جا سکتی ہیں نیز مندرجہ بالا دلائل کی تصدیق قرآن کی حسب ذیل آیات بھی کر رہی ہیں۔

ترجمہ	آیت
اور جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں، توریت کی جو مجھ سے پہلے سے ہے تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہوگا۔ ۲۸/۹	وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط ۲۸/۹
اور یہود ونصاریٰ کہتے ہیں) کہ یہ پیغمبر اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا، کیا اگلی کتابوں کی پیشینگوئیوں کی گواہی ان کے پاس نہیں پہنچی (کہ وہ صداقت کا کافی نشان ہے) (از حمائل ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی)	وَقَالُوْا لَوْلَا یَاْتِیْنَا بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۱۶/۱۷

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ قَدْ جَاۤءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ پ ۶	اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول (محمد) آچکا ہے اور کتاب الٰہی میں جو کچھ تم چھپاتے رہے ہو وہ انہیں سے بہت کچھ تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے اور بہتیری (باتیں ایسی بھی ہیں جن) سے (وہ دیدہ ودانستہ تمہاری رسوائی کے لحاظ سے) چشم پوشی کرتا ہے! بیشک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور وہ کتاب (قرآن) ظاہر ہو گئی ہے (جسکا اگلے صحیفوں میں وعدہ کیا گیا تھا۔)

(از حمائل ڈپٹی نذیر احمد خان)

المختصر مندرجہ بالا دلائل سے ناظرین کو یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ محمد علیہ السلام ہزاروں سال پہلے سے اللہ کے رسول مقرر ہو چکے تھے، اسیطرح محمد علیہ السلام ہزاروں سال پہلے سے خاتم النبیین (یعنی نبیوں کی مہر) بھی مقرر ہو چکے تھے۔ اسکی مختصر تشریح ذیل میں ملاحظہ ہو۔

کلمہ "خاتم النبیین" کی تشریح

چونکہ اس آیت کے شروع میں لفظ ـــ کَانَ ـــ آیا ہے۔ اسلئے اسکا مطلب یہ ہے کہ ـــ "محمد علیہ السلام نبیوں کی مہر تھے" یعنی ہزاروں سال پہلے سے نبیوں کی مہر مقرر ہو چکے تھے۔ نبیوں کی مہر سے مراد یہ ہے کہ ـــ محمد علیہ السلام کا نام و لقب بطور پیشینگوئی کے ہزاروں سال پہلے سے جملہ انبیاء کے صحیفوں اور کتابوں میں مرقوم ہوتا چلا آرہا تھا۔ اس لئے اُن کو نبیوں کی مہر یا نبیوں کا نشان، یا نبیوں کی گواہی قرار دیا گیا تھا"ـــ

اب خاتم النبیین" کے دو لفظوں کی منتہی بلاغت و جامعیت پر غور کرو کہ ان دو لفظوں کے اندر محمد علیہ السلام کی رسالت و صداقت کا کیسا عظیم الشان معجزہ اور کیسی زبردست سند، اور کیسی ناقابل تردید گواہی اور نشانی موجود ہے۔

شاید بعض لوگ یہ سوال بھی کریں کہ ـــ محمد صلعم ہزاروں سال پہلے سے نبیوں کی مہر کس طرح پر تھے؟ وہ لوگ ذیل کی دلائل کو غور سے پڑھیں۔

چونکہ حضرت ابراہیم کے صحیفہ میں محمد علیہ السلام کا نام و لقب وغیرہ ہزاروں سال پہلے مرقوم کیا جا چکا تھا اسلئے وہ اُن کی مہر تھے۔

چونکہ موسٰے کی کتاب (توریت) میں محمد علیہ السلام کا نام لقب وغیرہ مرقوم کیا جا چکا تھا۔ اس لئے وہ ان کی بھی مہر تھے۔

چونکہ صحیفہ حبقوق میں محمد علیہ السلام کا نام و لقب وغیرہ مرقوم کیا جا چکا تھا۔ اسلئے وہ انکی بھی مہر تھے۔

چونکہ صحیفہ حجی میں محمد علیہ السلام کا نام و لقب وغیرہ مرقوم کیا جا چکا تھا۔ اسلئے وہ انکی بھی مہر تھے۔

چونکہ صحیفہ دانی ایل میں محمد علیہ السلام کا نام لقب وغیرہ مرقوم ہو چکا تھا۔ اسلئے وہ ان کی بھی مہر تھے۔

چونکہ عیسیٰ ابن مریم کی کتاب (انجیل) میں بھی محمد علیہ السلام کا نام و لقب وغیرہ مرقوم ہوا تھا۔ اسلئے وہ ان کی بھی مہر تھے۔ الغرض اسی طرح اکثر انبیاء کی کتابوں میں محمد علیہ السلام کے مبعوث ہونے کی صاف صاف اور مفصل پیشین گوئیاں مرقوم ہو چکی تھیں۔ اس لئے محمد علیہ السلام کو نبیوں کی مہر کہا گیا تھا۔ چنانچہ جب وہ رسول مبعوث ہوا تو اس کے "رسول صادق" ہونے کی سند میں ہدایت پر حکمت طریقہ پر صرف دو لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ ← "خاتم النبیین"۔ یعنی محمد نبیوں کی مہر تھا ← ان دو لفظوں کی معنوی بلاغت و جامعیت پر غور کرو کہ ان کے اندر محمد علیہ السلام کے "رسول صادق" ہونے کی کیسی ناقابل تردید سند اور کیا "عظیم الشان معجزہ" موجود ہے۔ کیا اس عظیم الشان معجزہ سے کسی کو انکار کی جرأت ہو سکتی ہے؟ کیا اس قسم کا عظیم الشان معجزہ سوائے خدا کے کوئی اور شخص بھی دکھا سکتا ہے؟ کبھی نہیں، ہرگز نہیں، قیامت تک نہیں،

ان دو لفظوں کے اندر جو معجزہ بیان کیا گیا ہے۔ اسکا اعتراف جا بجا قرآن میں بھی موجود ہے۔ یعنی خود خدا تعالیٰ نے ان دو لفظوں کو "عظیم الشان معجزہ" قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب نصاریٰ عرب نے محمد علیہ السلام سے معجزات طلب کئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے منجملہ دیگر آیات کے ایک حسب ذیل آیت بھی نازل فرمائی تھی۔

آیت	ترجمہ
وقالوا لولا یاتینا بآیۃ من ربہ ؕ اولم تاتہم بینۃ ما فی الصحف الاولیٰ ○ ۲/۷	اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ (یہ پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا، کیا اگلی کتابوں کی (پیشین گوئیوں) کی گواہی ان کے پاس نہیں پہنچی (کہ وہ رسالت کا کافی نشان ہے۔) (از حمائل ترجمہ نذیر احمد صاحب دہلوی)

اس آیت میں پچھلے انبیاء کی کتابوں کو اللہ نے بطور معجزہ کے گواہی میں پیش کیا ہے۔ گویا وہی بات زیر بحث کلمہ "خاتم النبیین" میں موجود ہے یعنی محمد رسول اللہ کو "نبیوں کی مہر" قرار دیکر ایک عظیم الشان معجزہ قرار دیا ہے۔ دوسرا عظیم الشان معجزہ ذیل کی آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

آیت	ترجمہ
واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ ۲۸/۹	اور جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! ضرور میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں، توریت کی جو مجھ سے پہلے سے ہے تصدیق کرنے والا ہوں، اور ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئیگا اس کا نام احمد ہوگا۔ ۲۸/۹

اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ محمد علیہ السلام کا نام ــــ احمد ــــ کے نام سے چھ سو سال پہلے انجیل میں مرقوم

کر دیا گیا تھا، گویا اس لحاظ سے محمد علیہ السلام کو عیسےٰ ابن مریم کی مُہر قرار دیا گیا تھا اور اسی لحاظ سے وہ دیگر ← انبیاء کی بھی مہر ← تھے۔

کیا خاتم النبیین کے اس عظیم الشان معجزہ سے کسی کو انکار کرنے کی اب بھی جرأت ہو سکتی ہے؟

ممکن ہے کہ دین اسلام کے بہت بڑے مہربان یعنی "جمہور علماء" کی جماعت ہماری مذکورہ بالا تاویل کو ابھی نہ سمجھی ہو۔ اس لئے اب دوسرے مختصر طریقہ پر بیان کرتے ہیں۔

دوسرا مختصر طریقہ

زیر بحث آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد علیہ السلام کو — لٰکن رسول اللہ — تو قرار دیدیا تھا۔ اب صرف اس بات کی ضرورت باقی رہ گئی تھی کہ رسول ہونے کی کوئی سند پیش کی جائے، چنانچہ اللہ نے نہایت حکمت کے ساتھ ایک عظیم الشان معجزہ کی صورت میں خود محمد ہی کو بطور سند کے پیش کر دیا ہے یعنی — خاتم النبیین — (یعنی وہ نبیوں کی مہر تھا)

نبیوں کی مہر سے کیا مراد ہے؟

مہر کی تعریف، اور مہر کا مقصد ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اب صرف یہ بات بتانی باقی ہے کہ محمد کو نبیوں کی مہر قرار دینے سے کیا مراد ہے؟

مراد یہ ہے کہ محمد بحیثیت گواہ کے جملہ انبیاء کے صحیفوں میں موجود تھے، یعنی انبیاء کے صحیفے اور کتابیں بحیثیت فرمان خداوندی کے ہوتے ہیں اور جملہ "صاحب کتاب رسول" بحیثیت کاتب فرمان کے ہوتے ہیں، اور پچھلے انبیاء اور بعد میں آنے والے انبیاء بحیثیت خدا کے وزیروں، اور گواہوں کے ہوتے ہیں۔ ان کی مہریں بطور گواہ کے ہر فرمان پر لگائی جاتی ہیں۔ چنانچہ بعد میں آنے والے انبیاؤں میں سے ایک نبی محمد بھی بحیثیت گواہ کے ان فرامین خداوندی میں موجود تھے۔ پس اس لئے کلمہ "خاتم النبیین" میں محمد علیہ السلام کو بطور گواہ کے "نبیوں کی مہر" (یعنی نبیوں کے فرامین کی مہر) قرار دیا گیا تھا۔ گویا محمد کے رسول صادق ہونے کی یہ سند تھی کہ خود محمد کا نام "ہزاروں سال پہلے سے فرامین خداوندی میں بطور پیشین گوئی کے اور بطور گواہی کے لکھا چلا آ رہا تھا۔ کیا یہ زبردست سند اور عظیم الشان معجزہ نہیں ہے؟

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ہر ایک مہر جس شخص کی نائب مقام ہوتی ہے اس کا نام ونشان بھی بزبانِ حال بیان کیا کرتی ہے۔ چنانچہ کلمہ خاتم النبیین میں جس (محمد) کو "نبیوں کی مہر" قرار دیا گیا ہے وہ بزبان حال اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ — میں ابراہیم کے فرمان کی مہر ہوں، موسیٰ کے فرمان کی مہر ہوں، داؤد کے فرمان کی مہر ہوں۔ عیسےٰ ابن مریم کے فرمان کی مہر ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

اب خود اس مہر (یعنی محمد) ہی کی زبان (یعنی قرآن) میں اس کے بیان کو سنئے۔

(ترجمہ) (اے محمد) کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا ہے اور اس پر جو ابراہیم پر، اور اسمٰعیل پر، اور اسحاق پر اور یعقوب پر، اور اسباط پر نازل ہوا تھا۔ اور اس پر جو موسےٰ و عیسےٰ اور دیگر پیغمبروں پر جو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہے اور ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ ۳/۱۷	قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسمعیل و اسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ۳/۱۷

مختصر یہ کہ مندرجہ بالا باتوں سے مہر کی تعریف، اور مہر کا مقصد نہایت صاف طور پر واضح ہو رہا ہے، کیا اسکے سوا مہر کا کوئی اور مقصد بھی ہوتا ہے؟ کیا یہ پر حکمت باتیں نہیں ہیں؟ کیا یہ محمد کے رسول صادق ہونے کی زبردست سند نہیں ہے؟ کیا یہ عظیم الشان معجزہ نہیں ہے؟ کیا کوئی جمہور علماء کا صدر، اپنی مضحکہ خیز تاویلوں میں ایسا معجزہ دکھا سکتا ہے؟

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے ہماری تجویز کردہ بارہ تاویلوں میں سے پہلی تاویل (یعنی محمد نبیوں کی گواہی تھے) ثابت ہوگئی، باقی گیارہ تاویلوں کی تشریح انشاء اللہ آئندہ گیارہ صحیفوں میں لکھی جائے گی، ناظرین انتظار کریں، ہاں ہمارے اسلام کے "جمہور علماء" کی جمہورانہ ذہنیت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ اس معجزہ کی حقیقت کو شاید ابھی تک بھی نہ سمجھی ہو۔ اس لئے اب اس معجزہ کی حقیقت مختصر لفظوں کے اندر ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

معجزہ کی حقیقت

معجزہ اُس فعل کا نام ہے کہ جس فعل کے کرنے میں انسان عاجز ہو، انسان کو اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیفہ گردان کر بہت سی ایسی چیزوں، اور ایسے فعلوں پر قدرت و اختیار دیدیا ہے کہ وہ اُن کاموں کے ذریعے سے لوگوں کو محو حیرت بنا دیتا ہے۔ مثلاً وہ علم کیمیا و سیمیا وغیرہ کے ذریعہ سے معدوم چیزوں کو موجود کر کے دکھا سکتا ہے، رسی کو سانپ بنا سکتا ہے، مٹی کو سونا کر سکتا ہے، اندھے کو بینا کوڑھی کو چنگا، یہاں تک کہ چند ساعت کے برف زدہ، یا مار گزیدہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ایسے کاموں کو بھی اکثر لوگ معجزہ کہہ دیتے ہیں۔

سفیر اللہ نے ایک دانہ چاول پر ایک ایک ہزار حروف لکھکر اور اپنے نو عمر شاگردوں سے لکھوا کر اہل عالم کے روبرو پیش کیا۔ جسکو دیکھکر یورپ و امریکہ وغیرہ کے بڑے بڑے اہل کمال صناعوں، بادشاہوں، وزیروں، امیروں

کیا قرآن کی فصاحت و بلاغت کوئی معجزہ ہے؟ آج تمام مسلمانوں کی زبان پر یہ مضحکہ خیز بات ایک وبائی مرض کی طرح پھیلی ہوئی ہے کہ ـــــ "قرآن کی فصاحت و بلاغت بہت بڑا معجزہ ہے" ـــــ اس مرض کے عالمگیر ہونے کی وجہ یہ ہے

وغیرہ نے نہایت حیرت اور تعجب کا اظہار کیا، اور بہت سے لوگوں نے اس معمولی سی صنعت کو معجزہ بھی قرار دیدیا۔
مگر درحقیقت اس قسم کی چیزیں (کہ جن پر انسان کو اختیار حاصل ہو) معجزہ نہیں کہلا سکتیں معجزہ درحقیقت صرف
اُس فعل کو کہہ سکتے ہیں کہ جو فعل خدا کے ہاتھوں سے عمل میں آیا ہو، اور انسان کو اس پر قدرت اور اختیار حاصل نہو
پس اس حیثیت سے خدا کے ہاتھوں کی بنی ہوئی اک ادنیٰ سے ادنیٰ چیز ہر وقت ہمارے روبرو ایک معجزہ کی شکل
میں موجود ہے، مگر یہ جاہل انسان خدا کے اُن مکمل معجزات کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتا۔

قرآن اس بات کا شاہد ہے کہ اللہ نے اپنا بہت بڑا معجزہ اپنی پیشین گوئیوں کو قرار دیا ہے جو نبیوں کی معرفت
کی جاتی ہیں۔ درحقیقت واقعات مستقبل کی پیشین گوئیاں ایسی حیثیت رکھتی ہیں کہ جن پر کسی انسان کو قدرت اور اختیار
حاصل نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص یقینی طور پر یہ نہیں بتا سکتا کہ کل کو کیا ہونے والا ہے؟ سو سال کے بعد، یا ایک ہزار
سال کے بعد کیا کیا کچھ ہونے والا ہے؟ کوئی شخص کیا یہ بات یقینی طور پر بتا سکتا ہے کہ ایک شخص فلاں فلاں نام و
لقب کا کل کو، یا ایک صدی کے بعد، یا ایک ہزار سال کے بعد پیدا ہوگا؟ ایسی پیشین گوئی کسی انسان کی قدرت اور
اختیار سے باہر ہے۔

پس ماضی و مستقبل کے تمام حالات و واقعات کا کامل علم خالق عالمین کو ہے اس کائنات کے ایک ایک ذرہ کے
ساتھ جو معاملہ ہونے والا ہے۔ وہ سب اللہ کو معلوم ہے، جب کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نبی کی معرفت
ماضی و مستقبل کے متعلق سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں سال تک کی اکثر خبریں بطور پیشین گوئی کے اپنی مخلوق کے
پاس بھیجتا ہے یہی پیشینگوئیاں جب اپنے وقت پر پوری ہوتی رہتی ہیں تب وہ ذی عقل اور ہوشمند لوگوں کی

کہ مسلمانوں کی باگ ڈور اتفاق سے چند جاہل مطلق لوگوں کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ جن کو قرآن کی فصاحت و بلاغت کے علاوہ
اور کسی بات کا علم نہیں تھا۔ چنانچہ آج تک جب کبھی جمہور علمار کی بے علم جماعت کو کسی غیر قوم کے علماء سے کوئی علمی معرکہ پیش
آجاتا ہے۔ اور سوال کیا جاتا ہے کہ " محمد رسول کے صادق ہونے اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی سند میں کوئی
دلیل پیش کرو"۔ تو اس کے جواب میں یہ جمہور علمار کی جاہل جماعت، بڑے فخر و غرور اور نہایت فصاحت و بلاغت
کے ساتھ یہ دلیل پیش کیا کرتی ہے کہ (فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یعنی قرآن کی مانند کوئی سورۃ بنا لاؤ)
غیر قوم کے لوگ اس جواب کو سنکر ہنس دیتے ہیں، بلکہ خوب قہقہہ لگاتے ہیں۔ کیونکہ غیر لوگوں اور غیر زبان والوں کے
سامنے (جو عربی زبان کے ایک لفظ سے بھی واقف نہیں ہیں) اس قسم کی کوئی دلیل پیش کرنا انتہا درجہ کی حماقت
و بیوقوفی ہے، اور خدا و رسول کا مذاق بنانا ہے۔ ان جاہل مطلق لوگوں کی کس کس حماقت پر ماتم کیا جائے؟
ہم اس جمہور علمار کی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا یہ عجیب و غریب معجزہ صرف اپنی

نگاہ میں معجزہ بن جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کے اندر جا بجا اپنی پیشین گوئیوں کو معجزہ گردانا ہے، کیونکہ وہ پیشین گوئیاں انسان کی قدرت و اختیار سے باہر ہوتی ہیں، اور انہیں پیشین گوئیوں کو اپنے انبیاء و رسولوں کی صداقت کا معیار و نشان قرار دیا ہے۔

نیز ہر قسم کی پیشین گوئی اپنی جگہ پر ایک معجزہ ہوتی ہے۔ مگر ان معجزات کے ادنیٰ و اعلیٰ درجات بھی مقرر ہیں، مثلاً جو پیشین گوئی صبح و شام کے متعلق ہوگی وہ ادنیٰ درجہ کی کہلائے گی۔ جو ایک صدی تک کے اندر وقوع ہونیوالی ہوگی وہ اوسط درجہ کی کہلائے گی اور اسی طرح درجہ بدرجہ۔ جو ہزاروں سال تک کی ہوگی وہ اعلیٰ درجہ کی اور سب سے اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔

اب غور کرو کہ محمد علیہ السلام کے مبعوث ہونیکی پیشین گوئی جو ہزاروں سال سے ہوتی چلی آرہی تھی۔ اسلئے آج وہ "عظیم الشان معجزہ" کہلانے کی مستحق ہوئی یا نہیں؟ ہمیں امید ہے کہ اب کلمہ خاتم النبیین کے دو لفظوں کے اندر جو "عظیم الشان معجزہ" پوشیدہ تھا اُس معجزہ کی عظمت و بزرگی ناظرین کو معلوم ہوئی ہوگی۔ لیکن جو لوگ اُس "عظیم الشان معجزہ" کی حقیقت و عظمت کو اب بھی نہ سمجھے ہوں (یعنی خاتم کے معنی آخر ہونے، بند ہونے منقطع ہونے کے مراد لیتے رہیں) تو ایسے ہٹ دھرم، ضدی یا احمق و بیوقوف لوگوں کو بس گمراہی سمجھے، ہمنے اپنا فرض پورا کر دیا اور بس۔

کیا نجوم و جوتش وغیرہ کی پیشین گوئیاں معجزہ کہلائی جاسکتی ہیں؟

ممکن ہے بعض لوگ یہ اعتراض کریں کہ جب پیشین گوئی کو معجزہ کہا جاتا ہے تو علم نجوم وغیرہ کی پیشین گوئیاں بھی معجزہ کہلانے کی مستحق ہیں، ایسے معترضین کو ہم آگاہ کئے دیتے ہیں کہ نجوم وغیرہ کی پیشین گوئیاں کئی وجوہ سے معجزہ قرار نہیں دی جاسکتی ہیں۔

(۱) اول اسلئے کہ نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے جو پیشین گوئیاں کی جاتی ہیں وہ قضا کے بنائے ہوئے ایک خاص قاعدہ و دستور کے مطابق ہوتی ہیں۔ جو ستاروں کی رفتار و گردش کو دیکھکر انسان نے ہزار ہا سال کے مشاہدہ و تجربہ سے اکتسابی طریقہ پر بنالیا ہے۔

جاہل جماعت کے مجلسوں میں مُفت کا زور مرہ و بلا دستار اکر اور شاندار ممبروں پر نہایت غرور تمکنت سے بیٹھکر، نہایت شاندار پیرائے میں بیان کیا کریں۔ کیونکہ اس عجیب و غریب معجزہ کی حقیقت کو، صرف عرب کے جاہل لوگ یا ہمارا جاہل گروہ خوب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ مگر غیر اقوام اور غیر زبان والے لوگ کیسے اس عظیم الشان معجزہ کو خاک (بھی) نہیں سمجھ سکتے۔ لہذا آپ لوگ اس قسم کا کوئی معجزہ پیش کر کے خدائے علیم و حکیم اور ہمارے جد امجد (یعنی محمد علیہ السلام) کا مذاق نہ اڑوایا کریں۔

قرآن کی جن آیات کو فصاحت و بلاغت پر محمول کیا جاتا ہے، وہ سب آیات ہمنے آئینہ حق و باطل کے صفحہ ۔۔۔ پر درج کر دی ہیں مذکورہ آیات میں ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ قرار دیا ہے

(۲) دوسرے یہ کہ علم نجوم کی علامات ابھی تک نامکمل ہیں۔ کیونکہ جس وقت سے انسان نے اس علم کی بنیاد [illegible] اسی وقت سے اب تک ان کو صرف چند سیاروں کی آمد و رفت کا علم حاصل ہوا ہے۔ لیکن ابھی تک بیشمار سیارے [illegible] کہ جن کی رفتار و گردش کا نجومیوں کو علم حاصل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ بعض سیارے لاکھوں اور کروڑوں سال [illegible] زمین کو سلامی کرنے آتے ہیں۔ چنانچہ کبھی کبھی کوئی نیا سیارہ (جو نجومیوں کی فہرست میں ہنوز داخل نہیں ہوا ہے) ان کو نظر آجاتا ہے یا معلوم شدہ سیاروں میں کچھ نئی علامات کا ظہور ہو جاتا ہے تو یہ لوگ محض قیاس و ظن کی بنا پر نہایت خوفناک پیشین گوئیاں کر ڈالتے ہیں، اور وہ اکثر غلط اور بے بنیاد ثابت ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن جو پیشین گوئیاں رسولوں کی معرفت خدا کی طرف سے ہوتی ہیں وہ کبھی غلط ثابت نہیں ہوتیں۔

(۳) نجومیوں کا علم اکتسابی ہوتا ہے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا، لیکن انبیاء کا علم وہبی اور الہامی ہوتا ہے، یعنی خدا کے فرستادے انبیاء ہمیشہ اُمّی ہوتے ہیں، یعنی انبیاء کو تمام علم [illegible] بلکہ [illegible] علم خدا کی طرف سے بذریعہ وحی کے (یعنی اسرار خداوندی کا غیبی طریقہ پر [illegible]) [illegible] انکی پیشینگوئی، نجومیوں کی مانند نہیں ہوتی، مختصر یہ کہ مذکورہ بالا وجوہ سے [illegible] لیکن نبی کی ہر پیشین گوئی معجزہ ہوتی ہے۔ چنانچہ "خاتم [illegible]" [illegible] پیشینگوئی ہم نے اوپر بیان کی ہے، اس قسم کی پیشین گوئی کوئی نجومی نہیں کر سکتا۔

مذکورہ آیات [illegible] صرف ایک مختصر کلمہ (سورۂ [illegible]) [illegible] خاتم [illegible] سے نبوت کا دروازہ بند ہو جانا مراد لیکر زمین پر بڑے بڑے فتنے اور فساد پھیلائے ہیں [illegible] لفظ — سورۂ — سے فصاحت و بلاغت کا ترانہ [illegible] مسلمانوں کو احمق و بیوقوف [illegible] ہر مسلمان بھی بیوقوفانہ بات تمام غیر لوگوں کے روبرو [illegible] کہ "قرآن کی فصاحت و بلاغت [illegible] بڑا معجزہ ہے"۔ مانا کہ قرآن کے اندر فصاحت و بلاغت بھی موجود ہے۔ لہٰذا قرآن [illegible] ہے۔ مگر [illegible] فصاحت و بلاغت کو نہ خدا نے معجزہ قرار دیا ہے اور نہ فصاحت و بلاغت [illegible] معجزہ [illegible] جاسکتا ہے۔ [illegible] احمقوں کی ایجاد ہے کہ جنکو قرآن کی پُر اسرار تعلیم کا مطلق بھی علم نہیں تھا اور نہ اب ہے۔

جس طرح ہم نے لفظ — خاتم — کی صحیح تعبیر بیان کر کے [illegible] واضح کر دی ہیں، اور دوسری طرف کلمہ — خاتم النبیین — [illegible] آج لفظ — سورۂ — کی صحیح صحیح تاویل بیان کر کے جاہلوں کی [illegible] ان احمق لوگوں کے فریب اور غلامی سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

بعض لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ — موسیٰ کے مبعوث ہونے کی پیشین گوئی نجومیوں نے عین وقت پر فرعون کو دی تھی، یا عیسٰے ابن مریم کا پیدا ہونا عین وقت پر نجومیوں کو معلوم ہوگیا تھا، لہٰذا اُن پیشینگوئیوں کو معجزہ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ — جب کوئی خاص شخص زمین پر پیدا ہوتا ہے تو اس خاص شخص کا خاص سیارہ، اس کے پیدا ہونے کے وقت اس کو سلام کرنے کے لئے زمین کے قریب آیا کرتا ہے، اس قاعدہ سے نجومیوں کو بعض باتیں عین وقت پر معلوم ہوجاتی ہیں۔ لیکن وہ نجومی یہ بات نہیں بتاسکتے کہ اس پیدا ہونے والے شخص کا فلاں فلاں نام ہوگا، فلاں فلاں لقب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن انبیاء کی معرفت جو اس قسم کی پیشین گوئیاں ہوتی ہیں، انکا نام ولقب وغیرہ ہزاروں سال پہلے سے ان کی کتابوں میں مرقوم کردیا جاتا ہے، چنانچہ موسےٰ وعیسےٰ ومحمد علیہم السلام وغیرہ کا نام ولقب ہزارہا سال پہلے سے انبیاء کی کتابوں میں مرقوم ہوتا چلا آرہا تھا۔ جس کا کچھ ذکر ہم اوپر کرچکے ہیں۔ محمد علیہ السلام کے صحیفہ (قرآن حکیم) میں بعد میں آنے والے بہت سے مرسلین کے نام ولقب وغیرہ مرقوم ہیں، چنانچہ محمد علیہ السلام کے بعد جو خاص صاحب شریعت رسول آنیوالا تھا اس کا نام ولقب وغیرہ قرآن میں بھی تیرہ سو سال پہلے مرقوم کردیا گیا تھا (تصدیق کے لئے دیکھو آئینہ حق وباطل صفحہ ۲۹۰ تا ۳۹۰)۔

پس اس قسم کی کوئی پیشین گوئی، کوئی نجومی نہیں کرسکتا، اس لئے اس کی کسی پیشینگوئی کو معجزہ نہیں کہا جاسکتا۔ اگر ضرورت ہوئی تو اس موضوع پر ہم علیحدہ مفصل بیان پیش کرینگے۔ فقط

مذکورہ آیات میں لفظ "سورۃ" سے مراد، قرآن کی وہ عظیم الشان پیشین گوئیاں ہیں، جن میں سے صرف ایک پیشین گوئی کا اظہار اس صحیفہ کے متن میں کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کی ہزارہا پیشینگوئیوں کو — سورۃ — اور عظیم الشان معجزات قرار دیا ہے، قرآن کے ہزارہا معجزات میں سے صرف چند معجزات کا ذکر "آئینہ حق وباطل" کے حصہ اول میں بھی کردیا گیا ہے۔ قرآن کی یہ پیشین گوئیاں ایسے عظیم الشان معجزات ہیں کہ جن کے بنالینے پر کسی انسان کو طاقت وقدرت حاصل نہیں ہوسکتی۔ پس اسی لئے فرمایا گیا (فاتوا بسورۃ من مثلہ)

پس ہر پیشین گوئی کے واقعات کو وقوع پذیر ہوتے ہوئے دیکھکر ہر قوم، ہر ملک اور ہر غیر زبان والا شخص بھی بیساختہ پکار اٹھتا ہے کہ — "بیشک یہ معجزہ ہے، خدا کا کلام ہے، اور یہ رسول خدا ہی کا رسول ہے، خدا ہی کا نبی ہے" — لیکن کسی کتاب کی فصاحت و بلاغت کو دیکھکر کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ معجزہ ہے، خدا کا کلام ہے۔ چنانچہ آج بھی بہت سی ایسی کتابیں موجود ہیں کہ جنکی فصاحت و بلاغت کے اکثر لوگ معترف ہیں اور انکی مثل نہیں بناسکتے۔ مگر اُن کتابوں کو نہ خدا کا کلام مانتے ہیں اور نہ معجزہ قرار دیتے ہیں۔

اُمید ہے کہ آئندہ کوئی شخص قرآن کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ قرار دیکر اپنی حماقت کا ثبوت پیش نہ کرے گا۔ فقط

کیا محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم آپ کو مختصر لفظوں میں رسول اور نبی کا فرق بتادینا ضروری سمجھتے ہیں، تب آپ سمجھ سکیں گے کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی آیا یا نہیں؟

انسانوں میں سب سے بلند و بزرگ شخص وہ رسول ہوتا ہے جسکو خدا کی جانب سے شریعت دی جاتی ہے۔ اس سے کم درجہ کا شخص نبی ہوتا ہے جس کے سپرد شریعت کی تعلیم و تبلیغ کا کام ہوتا ہے۔ اُس سے کم درجہ کا شخص بادشاہ ہوتا ہے جس کے سپرد انبیاء کی نیابت میں، شریعت خداوندی کے مطابق، عوام الناس کے جان و مال کی حفاظت کرنے کا کام ہوتا ہے، یہ بادشاہ بھی درحقیقت نبی ہوتے ہیں، مگر ان کا شمار معزول شدہ انبیاء میں ہوتا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے آئینہ حق و باطل حصہ اول صفحہ ۱۲ تا ۴۴ و صفحہ ۱۵۷ تا ۱۶۷ و صفحہ ۸۸ تا ۹۶ و صفحہ ۲۵۶ تا ۲۶۱ - اور مزید تفصیل آئینہ حق و باطل کے دوسرے حصہ میں کی گئی ہے جو ہنوز زیر طبع ہے۔)

مذکورہ بالا تفصیلات سے ناظرین کو یہ حقیقت واضح ہو جائیگی کہ ہر صاحب شریعت رسول کی صداقت کی ایک بڑی نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ اسکی نیابت میں ایک طرف ہزارہا انبیاء و علماء کی جماعت پیدا ہوتی ہے، اور دوسری طرف بادشاہوں و امیروں کی ایک کافی جماعت پیدا ہوتی ہے، جس صاحب شریعت رسول کی نیابت میں نبوت و بادشاہت کا سلسلہ جاری نہیں ہوتا وہ رسول درحقیقت خدا کا فرستادہ نہیں ہوتا، گویا اس طرح سے جھوٹے رسول کی شہ رگ اس کی حیات کے بعد کٹ جاتی ہے اور وہ منتفی ہو جاتا ہے۔

صاحب شریعت رسول ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، یعنی دو رسولوں کے درمیان میں ایک حیثیت سے کئی سو سال کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اور دوسری حیثیت سے تخمیناً دو ہزار کا فاصلہ ہوتا ہے، دو رسولوں کے درمیان میں جو فاصلہ ہوتا ہے۔ اُس فاصلہ کا نام قرآن میں (فترۃ و فتن) کے نام سے موسوم کیا ہے (دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۶۵ و ۲۶۲)۔

لیکن صاحب شریعت رسول کی ماتحتی میں جو نبیوں و بادشاہوں کی جماعت ہوتی ہے۔ ان کے درمیان میں کوئی فاصلہ یا کوئی مدت نہیں ہوتی یعنی ایک ہی وقت میں کئی کئی ہزار انبیاء و علماء بھی ہوتے ہیں اور اسی وقت میں ہزاروں بادشاہ و امراء بھی ہوتے ہیں۔

محمد علیہ السلام بھی اللہ کے صادق رسول تھے، اُن کی صداقت کی علامتوں میں سے اس علامت (یعنی نبوت و بادشاہت) کا قائم رہنا بھی ضروری، اور نہایت ضروری چیز تھا، اور یہ بات دستور خداوندی کے بالکل منافی تھی کہ محمد رسول اللہ کی نیابت میں ایک ادنیٰ چیز یعنی صرف بادشاہت تو قائم رہتی، مگر ایک اعلیٰ چیز یعنی نبوت منقطع ہو جاتی، مختصر یہ کہ محمد علیہ السلام کی نیابت میں بھی دونوں چیزیں (یعنی نبوت و بادشاہت) بدستور ابدی

جاری رہیں، یعنی محمد علیہ السلام کی نیابت میں جملہ انبیاء کے سردار و پیشوا حضرت علی علیہ السلام تھے، چونکہ حضرت علی آن بارہ نبیوں میں سے خاص تھے جو ہر ایک رسول کی نیابت میں خاص طور پر ہوتے ہیں۔ اس لئے محمد رسول اللہ نے غدیر خم میں حضرت علی کو خاص طور پر امتیازی حیثیت سے "امام" کا معزز خطاب دیا تھا۔ مگر درحقیقت وہ دیگر نبیوں کے سردار تھے جن کی ذات سے نبوت کا سلسلہ قائم رہا۔ اور حضرت ابوبکر جملہ بادشاہوں اور امیروں کے پیشوا تھے۔ ان کی ذات خاص سے محمد علیہ السلام کی نیابت میں بادشاہت کا سلسلہ قائم ہوا۔ اگر یہ دونوں چیزیں (یعنی نبوت و بادشاہت) جاری نہ ہوتیں تو محمد علیہ السلام کی وفات کے بعد اسلام کی بقا دشوار تھی۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ محمد علیہ السلام کے بعد نبوت و بادشاہت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ چنانچہ خود محمد علیہ السلام کی حیات ہی میں متعدد لوگ نبوت کے مدعی موجود تھے، جنکو محمد علیہ السلام نے اُن کے قبیلوں پر زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے اور اسلام کی تعلیم و تبلیغ کرنے کا کام سپرد کیا ہوا تھا، اُن میں سے چند نبیوں کے نام اب تک مشہور ہیں، مثلاً

(۱) طلیحہ بن خویلد اسدی، نبوت کا مدعی تھا، اس شخص کو رسول اللہ نے اپنی حیات میں نجد کے قریب مقام سمیرا میں، اس کے قبیلہ بنی اسرائیل پر عامل کیا ہوا تھا۔

(۲) مسمی عبدالرحمان (جو مسلمانوں میں مسیلمہ کذاب کے نام سے مشہور ہے) نبوت کا مدعی تھا، محمد رسول اللہ نے اُس شخص کو یمن میں اسکے قبیلہ "بنو حنیفہ" پر عامل مقرر کیا ہوا تھا۔

(۳) اسود عنسی (جس کا اصلی نام عبہلہ اور لقب ذوالخمار لکھا ہوا ہے) نبوت کا مدعی تھا، محمد علیہ السلام نے یمن کے علاقہ میں اسکو اسکے قبیلہ مذحج کے لوگوں پر عامل بنایا ہوا تھا۔

ان کے سوا اور بھی چند لوگ تھے جو رسول اللہ کے زمانہ میں نبوت کے مدعی تھے اور رسول اللہ نے ان کو مختلف مقامات پر عامل بنایا ہوا تھا۔

یہ لوگ حضرت ابوبکر کے قبیلوں میں جھوٹے نبیوں کے نام سے مشہور ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ محمد علیہ السلام کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر بادشاہ بنے تو ان لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بادشاہت یا خلافت کو بے قاعدہ تصور کر کے اُن کی بیعت و اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور زکوٰۃ وغیرہ کا دینا بھی بند کر دیا تھا، زکوٰۃ وغیرہ نہ دینے کی وجہ سے حضرت ابوبکر نے ان لوگوں سے جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کی قسم کھائی تھی، اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے حضرت ابوبکر نے ان لوگوں سے بڑی سخت جنگ کی تھی جس کے نتیجہ میں طرفین کے لاکھوں مسلمان قتل ہو گئے تھے تفصیل کے لئے تاریخیں اٹھا کر پڑھ لو۔ پس اس لئے یہ تینوں نبی حضرت ابوبکر کے قبیلہ میں جھوٹے نبیوں کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں مگر ان لوگوں کو جھوٹا نبی قرار دینے کی کوئی سند قرآن میں موجود نہیں ہے۔

(۴) مسمی ابن صیاد۔ یہ شخص بھی نبوت کا مدعی تھا، اور محمد علیہ السلام کی امت میں داخل تھا۔ اس شخص کے متعلق مسلمانوں میں عجیب و غریب قسم کی روایتیں مشہور ہیں۔ کوئی شخص اس کو دجال قرار دیتا ہے، کوئی شخص اسکو جھوٹا نبی کہتا ہے، اور کوئی شخص اس کو مسلمان بتاتا ہے۔ غالباً یہ شخص بھی حضرت ابوبکر کے مخالفین میں تھا۔ اسلئے جب تک یہ مخالف رہا ہوگا۔ اسوقت تک اسکو جھوٹا، کاذب، دجال وغیرہ کا خطاب دیدیا ہوگا، اور جب یہ شخص حضرت ابوبکر وغیرہ کی بیعت میں آگیا ہوگا۔ اسوقت سے اسکو مسلمانوں کی فہرست میں لکھ لیا ہوگا۔

(۵) عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں جب حجاج ابن یوسف ثقفی نے قرآن کے اندر زیر زبر وغیرہ کا اضافہ کیا تھا تو اس بدعت پر احتجاج کرنے والوں میں سے بہت سے انبیاء موجود تھے جن کو حجاج نے نہایت بے دردی سے قتل کرا دیا تھا۔

(۶) محمد رسول اللہ کے وقت سے لیکر اسوقت تک لاکھوں کی تعداد میں ایسے لوگ آچکے ہیں۔ جنہوں نے نبوت کے دعوے کئے تھے۔ اور لاکھوں اشخاص نے انکی تقلید کی تھی۔ انکے ذکر سے مسلمانوں کی تاریخیں بھری پڑی ہیں، اگر ان کے صرف ناموں کی فہرست لکھی جائے تو کئی ضخیم کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔

(۷) آج چودھویں صدی کے اندر بھی سینکڑوں نبی پیدا ہو چکے ہیں اور متعدد نبی پنجاب وغیرہ کے علاقوں میں آج بھی بقید حیات ہیں، خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے لوگ آج لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، لہذا مسلمانوں کے جمہور علماء کا یہ پروپیگنڈا کرنا صداقت کے سخت خلاف ہے کہ ← محمد صلعم کے بعد اب تک کوئی نبی نہیں آیا۔ ایسا پروپیگنڈا کر کے ایک طرف وہ اپنی جہالت و نادانی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں، اور دوسری طرف ہمارے نا سمجھ مسلمانوں کو دھوکا و فریب دینے کا گناہ اپنے نامۂ اعمال میں لکھوا رہے ہیں۔

ہمارے مندرجہ بالا بیان کو پڑھکر اکثر علماء اس بات کا تو اقرار کرلیں گے کہ بیشک محمد علیہ السلام کے بعد ہزاروں انبیاء ضرور آئے ہیں۔ مگر اب وہ فرمائیں گے کہ "وہ سب انبیاء جھوٹے اور کاذب تھے"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے جھوٹا و کاذب ہونے کی کوئی سند قرآن سے پیش کرو؟

لیکن وہ اس کی سند قرآن سے قیامت تک بھی پیش نہیں کرسکتے، لہذا ایسا کہنا بھی سراپا جھوٹ قرار پاتا ہے، ہاں صرف زبانی طور پر ایک یہ سند ضرور پیش کردیں گے۔ کہ ← چونکہ وہ سب نبی قتل کردئے گئے اس لئے وہ جھوٹے تھے ——— ہم اس کے جواب میں قرآن سے بیشمار سندیں اس امر کی پیش کرینگے کہ ——— جملہ انبیاء کا راہ خدا میں قتل ہو جانا۔ ان کے لئے بڑی سعادت کا باعث ہوتا ہے، لہذا ان کی یہ زبانی دلیل بھی قرآنی دلائل سے جھوٹی و کاذب قرار پائیگی۔ نمونہ کے طور پر قرآن کی ایک ذیل جو بطور پیشین گوئی کے نازل ہوئی تھی، ذیل میں پیش کئے دیتے ہیں۔

پیشین گوئی

ان الذین یکفرون بایٰت اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم۔ اولٰئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ وما لھم من نٰصرین ۝	(ترجمہ) جو لوگ خدا کی آیات کو جھٹلائیں گے۔ اور ناحق انبیاء کو قتل کریں گے، اور اُن لوگوں کو قتل کریں گے [illegible] عدل و انصاف کا حکم دینگے۔ پس ان کو [illegible] عذاب کی خبر سنا دو۔ اُنہیں لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو جائیں گے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ پ ۳ ع ۱۱

اس آیت میں قاتلین انبیاء کو "عذاب الیم" کی بشارت دی گئی ہے۔ چونکہ خدا [illegible] کو معلوم تھا کہ اکثر لوگ اُن انبیائے صادقین کو ضرور قتل کریں گے۔ اس لئے اُن لوگوں کو عذاب الیم سے ڈرایا گیا ہے تاکہ لوگ [illegible] سے باز رہیں۔ (فبشرھم) کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ بشارت اُن لوگوں کو دی جاتی ہے جو موجود ہوں یا بعد میں آنے والے ہوں، لیکن مرے ہوؤں کو بشارت نہیں دی جاتی، پس لفظ فبشرھم [illegible] ثابت ہے کہ یہ حکم [illegible] حاضر الوقت اور نزول قرآن سے بعد میں آنے والوں کے لئے ہے۔

محقق ہے کہ مذکورہ بالا آیت سے یہ بات ثابت ہے کہ محمد علیہ السلام کے وقت میں بھی بہت سے [illegible] موجود [illegible] بعد [illegible] آنے والے تھے، اس آیت کا لفظ (النبیین) اس بات کا گواہ ہے، نیز انبیاء [illegible] سخت [illegible] اور صالحین [illegible] قاتلین انبیاء کو عذاب الیم کی بشارت بھی ہو۔

ہندوستان میں لوگو [illegible] نے ہزارہا انبیاء کو قتل کیا، یا قتل کرایا [illegible] خداوندی کے مطابق عذاب الیم کے ضرور ضرور مستحق بنے۔

[illegible] کو قتل کرنے یا قتل کرانے والے حضرات، خواہ کوئی [illegible] تعالیٰ عنہم ہوں، یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، یعنی کوئی ابو [illegible] صاحب ہوں یا ابو حنیفہ صاحب، کوئی شافعی صاحب ہوں یا مالکی صاحب، کوئی حنبلی صاحب ہوں یا حنفی صاحب، کوئی عطائی صاحب ہوں یا [illegible] صاحب، کوئی نظامی صاحب ہوں یا [illegible] کے غلامی صاحب، کوئی مشرقی صاحب ہوں یا مغربی صاحب، کوئی شمالی صاحب ہوں یا جنوبی صاحب، کوئی ابو [illegible] صاحب ہوں یا ابو الکمال صاحب، کوئی ہمارے ابو الاباء صاحب ہوں یا آپ کے ابو البزرگ صاحب غرضیکہ کوئی صاحب [illegible] ہوں۔ وہ مذکورۃ الصدر آیت کے اعلان کے مطابق اور خاتم النبیین کی مہر کا جعلی طور پر استعمال کرنے کے باعث، عذاب الیم کے مستحق ضرور بنے، کیا اس حقیقت سے کسی کو انکار کرنیکی جرأت ہو سکتی ہے؟

ہماری مذکورہ بالا تحقیقات سے آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ —— محمد علیہ السلام کے بعد بہت سے نبی آئے —— جن کو ظالم لوگوں نے کسی کو جھٹلایا، کسی کو قتل کیا، کسی کو آگ میں جلایا کسی کو سولی پر لٹکایا۔ اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو نبی و رسول کا فرق بھی معلوم ہو گیا۔ گویا محمد علیہ السلام کے بعد نبی تو بہت سے آئے۔ اور ضرورتاً نے چاہئیں تھے۔ مگر صاحب شریعت رسول اب تک کوئی نہیں آیا تھا، اور یہی بات رسول اللہ نے فرمائی تھی کہ —— میرے بعد مہدی موعود کے مبعوث ہوتے تک کوئی صاحب شریعت رسول نہیں آئے گا —— اور دستور خداوندی کے مطابق نہ آنا چاہئے تھا —— مگر خود غرض اور چالاک لوگوں نے —— "رسول اور نبی" —— کے اصل فرق کو چھپا کر اور —— لا نبی بعدی —— والی بات کو گھڑ کر —— "نبی اور رسول" —— کو ایک ہی چیز بنا دیا تھا، اور اس طریقہ سے تمام مسلمانوں کو دھوکہ و فریب میں مبتلا کر کے گمراہ کر دیا تھا، لیکن اب اصلی مہدی موعود نے مبعوث ہو کر تمام عیاروں کی مکاریوں کو واضح کر کے حقیقت کو روشن کر دیا ہے۔ جو لوگ کچھ عقل و ہوش رکھتے ہیں وہ مہدی موعود کی پیشکردہ کسوٹی پر ہر ایک اچھے و برے شخصوں کو پہچان کر، اور صحیح و غلط راستہ کو دیکھ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کا راستہ آپ ہی تلاش کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے محمد علیہ السلام کے بعد ہزاروں نبیوں کا آنا تو ثابت ہو گیا، اب ہم یہ بات بتانے ہیں کہ انقطاع نبوت کے عقیدہ کا اصلی موجد کون تھا؟ اور کس مقصد کے لئے کس طرح ایجاد کیا تھا؟

انقطاع نبوت کا اصلی موجد کون تھا؟

اس عقیدہ کا اصلی موجد تو ابلیس تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو اپنا نبی تجویز کر کے انکو نبوت کا اعزاز بخشا تھا اور تمام ملائکہ کو ان کی بیعت کرنے کا حکم دیا تھا تو سب سے پہلے ابلیس نے اُن کی بیعت و اطاعت کرنے سے انکار کیا تھا۔ گویا اس طرح سب سے پہلے انکار نبوت یا انقطاع نبوت کے عقیدہ کا اصلی بانی مبانی ابلیس ہوا تھا۔ اس نافرمانی کے جرم میں جب ان کو بہشت سے نکالا گیا تھا تو اس نے نہایت گستاخانہ لہجہ میں اس طرح چیلنج دیا تھا کہ —— جس آدم کی وجہ سے مجھکو جنت سے نکالا جا رہا ہے۔ میں بھی اس کی تمام نسل کو ضرور بہکاؤں گا اور اکثر لوگوں کو تیرا نافرمان بناؤں گا۔ تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو ذیل کی آیت (پ ۲۳/۱۴)

قال فبعزتك لأغوينهم أجمعين ۝ إلا عبادك منهم المخلصين ۝ قال فالحق والحق أقول ۝ لأملأن جهنم منك وممن تبعك منهم أجمعين ۝ پ ۲۳/۱۴

(جنت سے نکلتے وقت) اس (شیطان) نے کہا کہ اے رب مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تیرے خاص بندوں کو چھوڑ کر، اور سب ہی کو بہکاؤں گا، خدا نے فرمایا ٹھیک ہے، اور ہم بھی ٹھیک ہی کہے دیتے ہیں، کہ ان میں سے جو لوگ بھی تیری پیروی کرینگے، ہم اُن سب کو جہنم میں ٹھونس دینگے۔ پ ۲۳/۱۴

چنانچہ ابلیس مذکور اسی وقت سے اپنے چیلنج کے مطابق ہر ہر امت کے اکثر لوگوں کو بہکاتا چلا آرہا ہے، یعنی ہر امت میں "انقطاع نبوت" کا کافرانہ عقیدہ ایجاد کرا کے اکثر لوگوں کو گمراہ بناتا رہتا ہے، افسوس ہے کہ ہمارے بدنصیب مسلمان بھائی بھی اس کے دام تزویر سے نہ بچ سکے، یعنی ابلیس کے فریب میں آکر "انقطاع نبوت کا باطل عقیدہ" اختیار کر بیٹھے جس کی وجہ سے اکثر مسلمان ابلیس کے ہم وطن بنا دئیے گئے۔

مسلمانوں میں اس عقیدہ کا موجد کون شخص تھا؟

مسلمانوں میں ایک شخص تھا جس کا نام مسمی "حکم ابن ابی العاص" تھا۔ شروع شروع میں یہ شخص کتابت وحی پر مقرر تھا۔

ایک روز وحی نازل ہو رہی تھی اور یہ شخص کتابت کر رہا تھا۔ رسول اللہ ایک آیت کے الفاظ بیان کر چکے تھے اور دوسری آیت بتانے والے تھے کہ بےساختہ اسکی زبان پر یہ الفاظ (فتبارک اللہ احسن الخالقین) جاری ہوئے، رسول اللہ نے فرمایا کہ ہاں اسی طرح وحی آئی ہے۔ ان الفاظ کو لکھ لو۔

وحی لکھنے کے بعد یہ شخص کفار کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ ... وحی وغیرہ سب ڈھکوسلا ہے، محمد نے آج میرا کلام قرآن میں لکھا دیا ہے۔ اس شخص کی اس شرارت سے کفار نے اسلام کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا تھا جسکی وجہ سے بہت سے ناقص الایمان لوگ مرتد ہو گئے تھے، انہیں دنوں میں اس شخص کے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام "مروان" رکھا گیا تھا، مروان کے پیدا ہونے کے وقت ایک آیت (شجرۂ ملعونہ ...) نازل ہوئی تھی۔ شجرۂ ملعونہ کی تفسیر آئینۂ حق و باطل کے دوسرے حصہ میں لکھی گئی ہے جو زیر طبع ہے، شجرہ ملعونہ سے مراد بادشاہت تھی۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ مروان بھی بادشاہ بنایا جائیگا، اور بادشاہ ہو کر وہ دین اسلام کے اندر بہت سے فتنہ و فساد برپا کریگا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے "آیۂ شجرۂ ملعونہ" نازل کر کے رسول اللہ کو حکم دیا تھا کہ "حکم ابن ابی العاص" کو معہ اس کے بیٹے "مروان" کے جلاوطن کر دو، چنانچہ رسول اللہ نے اسکو جلاوطن کر دیا تھا، اور اپنے تمام اصحاب وغیرہ کو تاکید کر دی تھی کہ اس شخص کی ذات سے چونکہ بہت سے فتنے و فساد پیدا ہونگے۔ اسلئے جملہ مسلمان اس شخص سے بچتے رہیں اور خصوصاً اسوقت ضرور بچیں کہ جب اس مروان کا دور حکومت شروع ہو، جلاوطن کرانے کی یہی غرض و غایت تھی کہ جملہ مسلمان اس بات سے مطلع رہیں کہ یہ لوگ لعنتی ہیں[1]۔

"حکم ابن ابی العاص" مذکور چونکہ عثمان غنی کا چچا اور خسر بھی ہوتا تھا۔ اسلئے عثمان غنی نے ابوبکر صدیق کے دور حکومت میں اسکے قصور معاف کرنیکی سفارش بھی کی تھی۔ مگر وہ سفارش نامنظور کر دی گئی تھی۔ چنانچہ یہ شخص عمر فاروق کے دور

---

[1] حدیث ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ — میری امت کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کریگا۔ صحابہ نے عرض کیا، ایسی حالت میں حضور ہمکو کیا حکم دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا، کاش لوگ اس سے دور رہیں (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۵۶)

حکومت تک بدستور جلا وطن رہا۔

جب عثمان غنی مسلمانوں کے چودھری بنائے گئے تو انہوں نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا کہ اپنے چچا جان کا قصور معاف کر کے اس کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا۔ اور اس کا بیٹا مروان بھی جوان ہو گیا تھا اس لئے عثمان غنی نے مروان مذکور کو اپنا وزیر اعظم یا پرسنل اسسٹنٹ بنایا تھا، درحقیقت اس مروان کی وجہ سے اسلام کے اندر بڑے بڑے فتنے و فساد اور بہت سی مکروہات و بدعات وغیرہ وجود میں آئی تھیں اور یہ کافرانہ عقیدہ (انقطاع نبوت) بھی اسی شخص کے دماغ کی اختراع ہے۔

جن مشہور مولویوں نے مروان کا یا مروان کے جانشینوں کا نمک کھایا تھا۔ ان نمک خواروں نے مروان کے اور مروان کے جانشینوں کے عیوب کو چھپانے اور ڈھکنے کی بیحد کوشش کی تھی۔ مگر جو لوگ خدا کے لعنتی ہوتے ہیں ان کے عیوب کسی طرح سے چھپ نہیں سکتے۔ چنانچہ باوجود چھپانے اور مٹانے کے مروانی خلیفوں کے عیوب خود مسلمانوں کی کتابوں میں اس کثرت سے موجود ہیں کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو سینکڑوں جلدیں تیار ہو سکتی ہیں، ناظرین کی آگاہی کے لئے ہم صرف چند باتوں کا ذیل میں اشارہ کئے دیتے ہیں۔

مروان کون شخص تھا؟ یہ وہی شخص تھا جس کی پیدائش کے وقت آیہ شجرہ ملعونہ نازل ہوئی تھی۔ یہ وہی مروان تھا جس نے عثمان غنی کے زمانہ میں قرآن کی ترتیب دیتے وقت سورۂ آل عمران کو —— آل عمران —— بنا دیا تھا، یہ وہی مروان تھا جس نے قرآن کا اصلی نسخہ مسماۃ حفصہ بنت عمر فاروق کے گھر سے سرقہ کرا کے ضائع کر دیا تھا۔ یہ وہی مروان تھا جس نے رسول اللہ کی مشہور انگوٹھی کو تعصب کے سبب گم کر کے ضائع کر دیا تھا، یہ وہی مروان تھا جس نے اہل بیت رسول کو روحانی تکلیف پہنچانے کے لئے حضرت فاطمہ کا مشہور باغ فدک عثمان غنی سے خرید کر اپنے تصرف میں لے آیا تھا اور پھر اس کے پوتے عمر بن عبد العزیز نے اس باغ کو بیت المال میں دیدیا تھا یہ وہی مروان تھا جس نے عثمان غنی کے نام سے ایک جعلی خط لکھکر محمد بن ابو بکر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرانے کی کوشش کی تھی، مگر اس راز کے افشا ہو جانے پر لوگوں نے عثمان غنی کو بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔ یہ وہی مروان تھا جس نے عثمان غنی کے قتل کے بعد معاویہ کو حضرت علی سے بغاوت کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ یہ وہی مروان تھا جس کے مشورے سے معاویہ نے انقطاع نبوت کے عقیدہ کی بنیاد رکھی تھی، یہ وہی مروان تھا جس کے مشورہ سے یزید نے امام حسین کو قتل کیا تھا، یہ وہی مروان تھا جو یزید کے بعد یزید کا خلیفہ و جانشین بنایا گیا تھا، یہ وہی مروان تھا جس کی نسل میں تخمیناً ایک صدی تک حکومت جاری رہی تھی، یہ وہی مروان تھا جس کے بیٹوں اور پوتوں نے "انقطاع نبوت" کے متعلق بہت سی جھوٹی حدیثیں گھڑ کر اس کافرانہ عقیدہ کو مضبوط و مستحکم بنا دیا تھا۔ چنانچہ وہی حدیثیں مسلمانوں میں اب تک مشہور چلی آتی ہیں مگر قرآن میں اس باطل عقیدہ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ مسلمانوں کے اندر انقطاع

نبوت کے شیطانی عقیدہ کا اصلی موجد مروان بن حکم تھا۔

انقطاع نبوت کا عقیدہ کس مقصد کیلئے اور کس طرح ایجاد ہوا تھا؟

ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ ہر ایک صاحب شریعت رسول کی ماتحتی میں نبوت و بادشاہت کا سلسلہ ضرور جاری ہوتا ہے، اس جگہ ایک نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہر ایک رسول کی ماتحتی میں نبیوں و بادشاہوں کے علاوہ ایک تیسرا گروہ "عوام الناس" کا بھی ہوتا ہے۔ رسول کے بعد جب تک دوسرا رسول نہ آئے اس وقت تک عوام الناس کی رہنمائی و حفاظت کا کام انبیاء و بادشاہوں کے سپرد رہتا ہے، گویا جملہ انبیاء و بادشاہ ہر ایک رسول کے دہنے اور بائیں وزیر بنکر کئی صدی تک رسول کی نیابت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ تمام انسانوں کو مختلف اختیارات دیکر، اور اپنی شریعت بھیجکر اس بات کا امتحان لیا کرتا ہے کہ یہ تینوں گروہ اپنے فرائض کو کیونکر انجام دیتے ہیں؟

انبیاء مختلف قسم کے ہوتے ہیں جس کی کچھ تفصیل آئینہ حق و باطل کے صفحہ ۲۶ پر مرقوم ہے اور باقی تفصیل دوسرے حصہ میں شائع ہونیوالی ہے۔

گروہ انبیاء کے سپرد عبادت کرنے کے علاوہ عوام الناس کی رہنمائی یعنی شریعت خداوندی کی تعلیم و تبلیغ کرنے کا کام ہوتا ہے۔ اور بادشاہوں کے سپرد عبادت کرنے کے علاوہ عوام الناس کے جان و مال کی شریعت خداوندی کے مطابق حفاظت و نگرانی کرنے کا کام ہوتا ہے اور عوام الناس کے سپرد شریعت کے مطابق عبادت کرنے کا کام ہوتا ہے۔

نبوت کی میراث علم و حکمت ہوتی ہے اور بادشاہت کی میراث دولت و ثروت ہوتی ہے۔ چونکہ علم و حکمت کا درجہ دولت و ثروت سے افضل ہے۔ اسلئے بادشاہت کو نبوت کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ جب تک بادشاہت نبوت کے ماتحت رہتی ہے اس وقت تک امن رہتا ہے اور جب اس میں فرق آجاتا ہے۔ تب مخلوق میں شر و فساد پھیل جاتا ہے۔

جس طرح شروع سے آدم اور شیطان کے درمیان مخالفت چلی آرہی ہے۔ اسی طرح شروع سے نبوت و حکومت کے درمیان بھی رقابت چلی آتی ہے۔ مگر اس رقابت و مخالفت کا ظہور کبھی دیر سے ہوتا ہے اور کبھی جلد یعنی کبھی رسول کی وفات کے بعد ہی نبوت و حکومت میں کشمکش اور جنگ شروع ہوجاتی ہے۔ اور کبھی رسول کی وفات سے بہت دیر کے بعد، دونوں فریق میں مخالفت کی ابتداء عوام الناس کی رہنمائی و حفاظت کے معاملہ سے شروع ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ علم و حکمت پر شیطان کو دسترس نہیں ہوتا ہے۔ مگر دولت و ثروت پر شیطان کو پوری قدرت حاصل ہوجاتی ہے اسلئے انبیاء پر تو شیطان کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا مگر بادشاہ و امراء اس کے فریب میں بہت جلد اور بہت کثرت سے آجاتے ہیں۔ بادشاہوں میں اول اول غرور و تکبر پیدا ہوتا ہے جو شیطان کی خاص صفت ہے، اور پھر عیش و عشرت کی خواہشات، اس لئے وہ ایک طرف شریعت کی تکلیف دہ پابندیوں سے بچنے کے لئے اپنی خواہشوں کے مطابق کچھ

تاویلیں و حیلے کرنے لگتے ہیں۔ اور دوسری طرف انبیاء کی ماتحتی میں رہنا اپنی شان کے خلاف سمجھنے لگتے ہیں، اور تیسری طرف عوام الناس کو صرف اپنی ماتحتی میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو جائز و ناجائز طریقوں سے لوٹنے کھسوٹنے کی تدبیروں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

چونکہ شریعت خداوندی میں کسی بادشاہ یا امیر کی اطاعت کرنے کا کوئی حکم نہیں ہوتا۔ مگر انبیاء و علماء کی اطاعت و پیروی کرنے کے صاف صاف حکم ہوتے ہیں، اسلئے وہ ایسے احکام کو اپنی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں۔ اور اسی لئے وہ شریعت خداوندی میں طرح طرح کی جھوٹی تاویلیں، اور تحریفیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

دوسری طرف انبیاء و علماء، اپنے فرائض کے ماتحت ہر طرح کی صعوبات اٹھا کر بادشاہوں کے ایسے افعال کے خلاف احتجاج کرنے لگتے ہیں اور عوام الناس کی رہنمائی کے سلسلہ میں ان بادشاہوں وغیرہ کی تمام عیاریوں و مکاریوں کو واضح کرنا شروع کر دیتے ہیں، ان وجوہ سے دونوں فریق میں خطرناک جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ عوام الناس میں سے کچھ لوگ انبیاء کے شریک حال ہو جاتے ہیں، اور اکثر لوگ بادشاہوں کے طرفدار رہ جاتے ہیں۔ یعنی دنیا پرست لوگ بادشاہوں کے شریک حال ہو جاتے ہیں۔ اور آخرت کے طلبگار انبیاء کی پناہ میں آجاتے ہیں، اس طریقہ سے دونوں فریق کا زبردست امتحان ہوتا ہے۔ دنیوی اعتبار سے بادشاہوں کو غلبہ رہتا ہے اور دینی اعتبار سے انبیاء کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بادشاہ اور اس کے طرفدار چند روزہ دنیاوی حیات میں عیش و عشرت کے مزے لوٹ لیتے ہیں مگر ان کی عاقبت نہایت خطرناک ہوتی ہے اور دینی اعتبار سے جملہ انبیاء اور ان کے ہمراہی قتل و غارت ہونے کی عارضی تکالیف اٹھا کر حیات آخرت کی پائیدار راحت و نعمات حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر بادشاہوں اور ان کے طرفداروں کو آخرت کے عذاب کا یقین ہو جائے تو وہ ہرگز انبیاء کی مخالفت کر کے دائمی عذاب کو نہ خریدیں۔

المختصر مسلمان بادشاہوں نے بھی شیطان کے فریب میں آکر، ایک طرف نبیوں کی ماتحتی سے بچنے، دوسری طرف شریعت قرآن کی پابندیوں سے نجات حاصل کرنے، اور تیسری طرف اپنی خواہشوں کے مطابق عوام الناس پر حکمرانی کرنے اور غیر اقوام کے دولتمند لوگوں کو لوٹنے کھسوٹنے کی اغراض سے انقطاع نبوت کا باطل عقیدہ ایجاد کیا تھا۔

یہ عقیدہ کس طرح ایجاد کیا تھا؟

اسکی مختصر کیفیت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ــــ "جس رسول کی ماتحتی میں نبوت و بادشاہت کا سلسلہ جاری نہیں ہوتا وہ جھوٹا رسول ہوتا ہے"۔ اس بات کو توریت کے اندر ایک "استعارہ" کی صورت میں بیان کیا گیا تھا کہ ــــ "جو رسول جھوٹا ہوتا ہے اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی ہے اور وہ ملعون ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کی ماتحتی میں نبوت و بادشاہت کا سلسلہ جاری نہیں ہوتا۔ لیکن بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے اپنے انبیاء کی ماتحتی سے انکار و انحراف کرنے کے لئے مذکورہ آیت کا مطلب اس طرح بنا لیا تھا کہ ــــ "جو نبی جھوٹا ہوتا ہے وہ قتل کر دیا

جاتا ہے۔ اور جس کو سولی دی جاتی ہے وہ لعنتی ہوتا ہے"۔

چنانچہ بنی اسرائیل کے اندر جب کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کر کے عوام الناس کو اور بادشاہوں کو شریعت خداوندی کی پابندی کرنے کی نصیحت کرتا تھا۔ تو وہ لوگ اس نبی کے "صادق رسول" ہونے کی آزمائش یا امتحان اس طرح لیا کرتے تھے کہ ← فوراً اس نبی کو پکڑ کے قتل کر دیتے تھے، یا سولی پر لٹکا دیتے تھے"۔ اور پھر بعد میں کہہ دیتے تھے کہ دیکھو "یہ نبی جھوٹا تھا۔ یا لعنتی تھا" ورنہ ہرگز یہ نبی قتل یا سولی نہ دیا جاتا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسےٰ ابن مریم کے ساتھ بھی یہی مکر کیا گیا تھا۔ جس کا قرآن میں مفصل ذکر موجود ہے۔

توریت کی طرح قرآن میں بھی ایک آیت اسی مضمون کی موجود ہے جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ پ۲۹	(ترجمہ) اگر (محمد قرآن کے علاوہ) ہمارے خلاف کچھ قول گھڑ لیتا تو ہم اسکے دہنے (ہاتھ) کو پکڑ لیتے پھر ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ پ۲۹ نوٹ، بالیمین سے مراد سلسلہ نبوت وامامت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن کے اندر محمد علیہ سلام کو، بنی اسرائیل کے رسول (یعنی موسیٰ) کے مانند بیان فرمایا ہے (انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا) اور محمد علیہ السلام نے اس آیت کی توضیح اس طرح بیان فرمائی تھی کہ ← میری امت کے لوگ بھی سب کچھ وہی افعال کریں گے جو بنی اسرائیل نے کئے تھے۔

چنانچہ امت محمدی نے بھی سب کو کچھ ویسے ہی افعال کئے، یہاں تک کہ جس طرح بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے اپنے انبیاء کو قتل کرنے کے لئے توریت میں ایک آیت کی معنوی تحریف کر کے، اور جھوٹی تاویلیں گھڑ کے ہزارہا انبیاء کو قتل کیا تھا، ویسا ہی مسلمان بادشاہوں نے بھی کیا یعنی اپنے انبیاء کی ماتحتی میں رہنے سے انحراف کرنے کے لئے ایک طرف آیت ـــ خاتم النبین ـــ کی لفظی ومعنوی تحریف کر کے (جس کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے) نبوت کا دروازہ بند کر لیا تھا، اور دوسری طرف مدعیان نبوت کو قتل کر دینے کے لئے مذکورالصدر آیت (پ۲۹) کی جھوٹی
دیا

تاویلیں گھڑلی تھیں۔ گویا اس مکروفریب سے مسلمان بادشاہوں نے اپنے ہزاروں انبیاء، اور لاکھوں علماء اور کروڑوں مومنین کو ناحق قتل کر کے اپنا دائمی مکان دوزخ کو بنا لیا تھا۔

جس طرح بنی اسرائیل کے بادشاہ، اور عفریت پرست علماء، اپنے انبیاء کو قتل کر دینے کے بعد ان کو ــــ "جھوٹا ولعنتی" قرار دیدیتے تھے، اسیطرح مسلمانوں کے بادشاہ اور یہ "جمہور علماء" کا جاہل لشکر اپنے انبیاء کو ناحق قتل کر دینے کے بعد آج اُن کو ــــ "جھوٹا وکاذب" ــــ قرار دے رہا ہے۔ غرض وہ تمام پیشین گوئیاں اور تشبیہیں جو خدا و رسول نے اس اُمت کے متعلق فرمائی تھیں وہ سب لفظ بلفظ، اور حرف بحرف اس اُمت نے پوری کر دکھائیں۔

مختصر یہ کہ ہمارے مذکورہ بالا بیان سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ــــ محمد علیہ السلام کے بعد ان کی نیابت میں ہزارہا انبیاء آئے جو قتل کر دیئے گئے، البتہ اب تک کوئی رسول نہیں آیا تھا، لہٰذا آج ایک رسول بھی اپنی مدت (فترۃ) پوری کر کے مبعوث ہو چکا ہے جس کا تفصیل کے ساتھ قرآن حکیم میں جابجا ذکر موجود ہے یعنی جس کا نام ــــ ظہیر ــــ اور لقب ــــ یٰسٓ و امام مبین ــــ لکھا گیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۲۹۱ و ۲۹۷۔ جس کا وطن قرآن میں ــــ اُم القریٰ ــــ بیان کیا گیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۳۲۲۔ جس رسول کو اُمت محمدیہ پر شاہد و گواہ مقرر کیا گیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھو آیت ۱۷/۱۷ کی تفسیر، مذکورالصدر کتاب کے صفحہ ۸ پر اور دوسری آیت (۲/۱) کی تفسیر صفحہ ۳۷۵ پر۔

نیز جس رسول کے متعلق فرمایا تھا (وما انتم بمعجزین۔ ۵/۴) یعنی عفریت پرست علماء کی جماعت اس کو کسی طرح عاجز و مغلوب نہ کر سکے گی (تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۲۷۹۔

نیز جس کے لئے فرمایا تھا کہ وہ رسول حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ کر کے دکھا دیگا۔ اور جملہ گمراہوں کے نام و نشان تک بتا دے گا۔ چنانچہ آج وہ رسول مبعوث ہو کر ایسا ہی کر رہا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو آیت ۲۰/۲ کی تفسیر

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے نانا جان محمد علیہ السلام کی اُمت کی بھٹکی ہوئی بھیڑوں میں سے کتنی تعداد میں سفیر اللہ کی اس آواز کو سنکر "دار الفلاح" کی پناہ میں آجاتی ہیں؟ اور کتنی بھٹکی ہوئی بھیڑیں، درندوں کا شکار بن جاتی ہیں؟

مومن وکیل کا نعرہ تکبیر

ناظرین و سامعین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ باطل پرستوں نے جس فولادی و مستحکم "قلعہ کفر و جہل" (یعنی عقیدہ انقطاع نبوت) کو تیرہ سو سالہ جدوجہد سے تعمیر کیا تھا۔ اس کو خیبر شکن کے بیٹے سفیر اللہ نے اپنی ایک ہی ضرب حیدری سے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ دیکھو اس قلعہ کے تمام محافظ (یعنی مولوی و مجتہد وغیرہ) اپنا اپنا منہ چھپائے ہوئے اپنے اپنے حجروں اور خانقاہوں میں روپوش ہو گئے ہیں۔ اب کسی عفریت پرست میں یہ طاقت و ہمت باقی نہیں رہی ہے کہ وہ اس باطل قلعہ کو پھر نئے سرے سے تعمیر کر سکے۔ یقین رکھو کہ "باب علم" کے بیٹے اور "مدینۃ العلم" کے نواسہ کی "ضرب کفر شکن" ہمیشہ ایسی ہی کاری ہوتی ہے۔ پڑھو نعرۂ تکبیر "اللہ اکبر"

ابھی اپنے مسلمان بھائیوں کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے فرق باطل پر گیارہ ضربیں لگانا باقی ہیں اور پھر تمام انسانوں کو مدارج ارتقا (یعنی آسمانی دار الفلاح) تک پہنچانے کے لئے بہت سا کام کرنا ہے۔ اس کام کے لئے خدا کی امداد کے علاوہ اہل ایمان کی نصرت کی بھی ضرورت ہے۔ پس ناظرین میں سے جو لوگ "دار الفلاح" تک پہنچنے کے لئے، ہر طرح کی "صعوبات سفر" برداشت کرنے کو تیار ہوں، صرف وہ لوگ سفیر اللہ کے ہمرکاب ہونے کا قصد کریں۔ اور اپنے نام و نشان سے مطلع کریں، تاکہ ان کی فلاح و بہبود کے لئے مناسب ہدایات اور انتظامی احکامات بھیجے جاسکیں،

تمام انسانوں کا مونس و رفیق
مومن وکیل، دار الفلاح، ترو لباغ، دہلی

مقدمہ خاتم النبیین کے متعلق ایک حق پرست جج کا منصفانہ فیصلہ

مسلم وکیل کے استغاثہ کا خلاصہ یہ تھا کہ —— "محمد کے بعد کوئی نبی کبھی نہیں آئیگا" —— مسلم وکیل نے اپنے استغاثہ کے ثبوت میں قرآن کی چند آیات پیش کی ہیں، اور چند احادیث اور بہت سی تفسیریں و لغتیں وغیرہ پیش کی ہیں (جو آئینہ حق و باطل کے شروع صفحات میں درج ہیں)

قرآن میں کوئی آیت اس مضمون کی موجود نہیں ہے کہ "محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" البتہ مسلم وکیل کی پیش کردہ احادیث میں یہ بات نمایاں طور پر موجود ہے کہ "محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" مومن وکیل نے احادیث کو غیر مستند قرار دیا ہے کیونکہ محمد علیہ السلام نے اپنی حیات میں کوئی حدیث قلمبند نہیں کرائی تھی۔ بلکہ خودغرض لوگوں نے بہت سی باتیں اپنی خواہشوں کے مطابق تخمیناً دوسو سال کے بعد "حدیث" کے نام سے تحریر کرائی تھیں۔

مومن وکیل نے حجت پیش کی ہے کہ مسلمانوں کے عقیدہ کی بنیاد چونکہ قرآن پر ہے ۔اس لئے قرآن سے کوئی آیت اس مضمون کی پیش کرنے کی ضرورت ہے جس میں صاف طور پر یہ مضمون ہو کہ "محمد کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" اس کے جواب میں مسلم وکیل نے قرآن کریم کا ایک کلمہ "خاتم النبیین" پیش کیا ہے۔مسلم وکیل کے جمہور علماء نے اپنی تفسیروں وغیرہ میں لفظ خاتم کے معنی مہر کے لکھے ہیں۔ اور تاویلی صورت میں وہ اس لفظ کے معنی سے یہ بات اخذ کرتے ہیں کہ "مہر آخر میں لگائی جاتی ہے" اسلئے اس لفظ سے یہ ثابت ہے کہ "محمد آخری نبی ہیں" اور آخری نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ "محمد صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا" مسلم وکیل نے اپنی اس بات کی تائید میں اپنے علماء کی بہت سی تفسیریں، لغتیں اور حدیثیں پیش کی ہیں کہ ہمارے جملہ ائمہ و علماء سینکڑوں سال سے لفظ خاتم سے یہی مراد لیتے چلے آرہے ہیں کہ "محمد کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" اسلئے ہمارا یہ عقیدہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

مومن وکیل نے اس عقیدہ کی تردید میں چند حسب ذیل باتیں پیش کی ہیں :-

(۱) اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ خاتم کے معنی محدود اور مخصوص کر دئے ہیں یعنی "طبع شدہ مہر" اور "طبع ہونیوالی مہر" ان معانی کی تائید میں مومن وکیل نے قرآن کریم کی بارہ آیات پیش کی ہیں۔ (دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۸۸-۸۹) ان آیات کی موجودگی میں قرآن کے اندر لفظ خاتم کے معنی صرف "طبع شدہ مہر" یا "طبع ہونے والی مہر" کے لئے جا سکتے ہیں، اسلئے اس لفظ کے دیگر معانی (اور خصوصاً "آخری مہر" یا "بند کرنے والی مہر" یا "سلسلہ منقطع کرنے والی مہر") بالکل غلط ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ "مہر کا اصلی مقصد صرف "گواہی دینا" یا "تصدیق کرنا" ہوتا ہے۔اس لئے مہر سے اس کے تشبیہی معنی تو مراد لئے جا سکتے ہیں، مگر مہر کے تشبیہی معانی کے علاوہ یعنی "اول ہونا" یا "آخر ہونا" یا "درمیان میں ہونا" کسی طرح جائز نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن یہ ایک الگ بات ہے کوئی خاص شخص کسی خاص مقصد کی وجہ سے اپنے کالے کوّے کا نام "سفید کبوتر" رکھ لے۔

مومن وکیل نے اس صحیفہ میں مہر کے تشبیہی معانی بیان کر کے اس الجھے ہوئے معاملہ کو بالکل سلجھا دیا ہے۔ نیز یہ

کہ مومن وکیل نے لفظ "خاتم" کے جس قدر تاویلی معانی بیان کئے ہیں۔ وہ سب مُہر کی تعریف میں صحیح پائے جاتے ہیں، اور ان معانی سے عظیم الشان معجزات پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خدا اور رسول کی عظیم الشان حکمت وفضیلت اور عظمت ومنقبت ثابت ہوتی ہے۔ غرض ہر طرح سے وہ قابل قبول اور نہایت مستند ہیں۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ مومن وکیل نے اجرائے نبوت ورسالت کے متعلق قرآن کریم کی ۲۸ آیات ایسی واضح پیش کی ہیں کہ جن سے بغیر کسی تاویل کے یہ بات ثابت ہے کہ ـــ "محمد علیہ السلام کے بعد بہت سے رسول، بہت سے نبی اور بہت سی شریعتیں نازل ہوتی رہیں گی۔" (تصدیق کے لئے دیکھو آئینہ حق وباطل صفحہ ۲۵۸) اور ساتھ ہی ساتھ محمد علیہ السلام کے بعد جو انبیاء مبعوث ہوئے تھے ان کے نام بھی گنوا دئے ہیں۔

ان سب وجوہ سے مومن وکیل کے استدلال اور سندات نہایت معقول اور قابل قبول ہیں۔

ہم محمد علیہ السلام کے قول (یعنی حدیث) کی بڑی عظمت وفضیلت سمجھتے ہیں، مگر جو قول قرآن کی تعلیم کے منافی ہو، اُس قول کو، رسول اللہ کا قول، قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ تو صاف صاف لفظوں میں یہ بات فرمائے کہ رسول اور انبیاء ہمیشہ اور خصوصاً محمد علیہ السلام کے بعد بھی ضرور آتے رہیں گے، اور اسکا رسول یہ فرمائے کہ ـــ لانبی بعدی ـــ لہذا مندرجہ بالا وجوہ سے یہ قول رسول اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ یقیناً یہ عقیدہ خود غرض لوگوں کا تراشا ہوا ہے اور لفظ خاتم کے جس قدر تاویلی معانی مسلم وکیل نے بیان کئے ہیں وہ سب جعلی اور ناموزوں ہیں۔ پس اس بناء پر میں اس دعوے کو خارج کرکے مومن فریق کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ اپنے اصول وعقائد کی جس طرح چاہیں، تبلیغ واشاعت کریں۔

(نوٹ) اس فیصلہ کی معقول تردید کرنے والوں کو معقول انعام دیا جائیگا اور تائید کرنے والوں کو دربار خداوندی سے بہت بڑا ثواب اجر ملے گا۔

ناظرین میں سے ایک جج (عبداللہ) کے دستخط
(اور مہر عدالت)

نوٹ

اس تجربہ کے متعلق دیگر ناظرین جو اپنے اپنے فیصلے بھیجیں گے۔ وہ ایک کتاب کی صورت میں علیحدہ شائع کئے جائیں گے۔

جمہور علماء کو مومن وکیل کا چیلنج

اس چودھویں صدی کے اندر، ہمارے ناناجان کی امت میں سب سے زیادہ گمراہ شدہ اور سب سے زیادہ گمراہی پھیلانے والا طبقہ "جمہور علماء" کا ہے اس لئے جب کتاب "آئینۂ حق و باطل" تیار ہوئی، تو ہم نے سب سے پہلے اس کتاب کو بہت سے علماء کے پاس (ایک ماہ تک مطالعہ کرنے کی غرض سے) بالکل مفت بھیجا یا تھا تاکہ یہ لوگ اس کتاب کو پڑھکر اپنی اصلاح کرلیں۔ ان میں سے چند مشہور علماء کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی (۲) مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمیعۃ علمائے ہند دہلی۔ (۳) مولوی غلام یحییٰ صاحب پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور (۴) مولوی خان زماں صاحب کان پور (۵) مولوی اسلم صاحب فرنگی محل لکھنؤ (۶) مولوی سید عبد العلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ (۷) مولوی حسین احمد صاحب مدنی دیوبند (۸) مولوی اعزاز علی صاحب ناظم تعلیمات دیوبند (۹) مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دار العلوم دیوبند (۱۰) صدر مدرس صاحب ندوۃ العلماء لکھنؤ (۱۱) خواجہ حسن نظامی صاحب دہلی (۱۲) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیان (۱۳) خانبہادر مولوی حکیم احمد شجاع صاحب مصنف فصیح البیان فی مطالب القرآن لاہور (۱۴) مولوی ظفر علی خانصاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور (۱۵) مولوی عبد المجید صاحب سالک ایڈیٹر اخبار انقلاب لاہور (اس شخص نے سفیر اللہ کی بہت مخالفت اور نہایت احمقانہ اعتراضات کئے تھے مگر اب آئینۂ حق و باطل نے اس کے منہ پر مہر بلکہ قفل لگادیا ہے) (۱۶) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ (۱۷) مولوی سلیمان صاحب ندوی ایڈیٹر رسالہ معارف، دار المصنفین اعظم گڈھ یو۔پی (۱۸) علامہ حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی (۱۹) مولوی مفتی احمد علی صاحب مجتہد لکھنؤ (۲۰) مولوی سید ابن حسن نونہروی شیعہ مناظر لکھنؤ (۲۱) مولوی سید رضی حسن صاحب مجتہد لکھنؤ (۲۲) مولوی سید محمد صاحب مجتہد امروہوی۔ (۲۳) مولوی سید محمد صاحب شیعہ واعظ دہلوی (۲۴) مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے امیر جماعت احمدیہ لاہور (۲۵) علامہ عنایت اللہ خان صاحب مشرقی اچھرہ لاہور (۲۶) مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی وغیرہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ (باقی نام آیندہ لکھے جائیں گے)

ہمیں جملہ مولویوں کی طرف سے نہایت اندیشہ اور خطرہ تھا کہ کہیں یہ لوگ اپنی قدیم عادت اور قدیم دستور کے مطابق نادان مسلمانوں کو بہکانے اور ورغلانے کے لئے ہمارے خلاف بھی اس قسم کا کوئی مصنوعی فتوے صادر نہ کردیں۔

مصنوعی فتویٰ!

اے مسلمانو! مومن وکیل خدا کا انکار کر رہا ہے، محمد صلعم کے تمام اقوال کو اور خصوصاً (لا نبی بعدی) کی جملہ احادیث کو جھٹلا رہا ہے، ہمارے بڑے بڑے پیشوایان عظام (ردی اللہ تالا انہم) کو جھٹلا رہا ہے اور ہمارے بڑے بڑے ائمہ طاغوت (رعیت اللہ تالا انہم) کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ (مثلاً جھوٹا، کاذب، عیار، مکار، جفاجو، جفاشعار، ظالم، فاسق، فاجر، اور اس قسم کے نہ معلوم کیا کیا گستاخانہ و ناشائستہ الفاظ) بک رہا ہے، اور ہمارے سینکڑوں سال کے بنائے ہوئے مستحکم "قلعۂ کفر و شرک" کو مسمار کر رہا ہے، اور ہمارے اسلاف کے بنائے ہوئے "مصنوعی دین" کی دھجیاں اڑا رہا ہے، پس اس تے مومن وکیل مباح الدم ہے، لائق دار ہے، قابل قتل ہے، لہٰذا فوراً اس کو کسی مردانی طریقہ سے ٹھکانے لگا کر صواب جسیم اور اجر عظیم حاصل کرلو۔

لیکن الحمد للہ کہ فی الحال کوئی ایسا فتور دستور صادر نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم و عقل سے محروم ہونے کے باعث اپنے عفریت صفت لوگوں کے فریب خوردہ ہیں، یہ لوگ صرف قرآن حکیم کو نہایت خوش الحانی سے پڑھنا جانتے ہیں۔ اپنی غلط سلط نمازوں کو نہایت پابندی سے ادا کرنے کے شوقین ہیں، محمد علیہ السلام کا نام، اور ساتھ ہی اپنے گمراہ شدہ پیشواؤں کا نام بڑی تعظیم و تکریم سے لیتے ہیں، لیکن قرآن میں لکھا کیا ہے، اسلام کی صحیح تعلیم کیا ہے، صراط مستقیم کس چیز کا نام ہے؟ ان باتوں کی انہیں مطلق خبر نہیں، اپنے غیر مستند پیشواؤں کی صرف اندھی تقلید کرنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ البتہ شیطانی علوم (مثلاً صرف و نحو، فلسفہ و منطق، حدیث و فقہ وغیرہ) کے بڑے استاد ہیں۔ مٹی کو سونا اور سونے کو مٹی ثابت کرنے کا فن خوب جانتے ہیں خصوصاً ہمارے مسلمان بھائیوں کو دھوکے و فریب سے بیوقوف بنانا یعنی ان کو اپنے بڑے بڑے مصنوعی بتوں کا پوجاری کرکے اپنا غلام بنائے رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے، لیکن اب آئینہ حق و باطل کو دیکھکر ان کے ہوش و حواس باختہ ہوگئے ہیں کیونکہ مومن وکیل نے انکے بڑے بڑے بتوں کی تمام عیاریاں و مکاریاں بالکل واضح کردی ہیں مثلاً

(۱) نبوت کا دروازہ بند کرکے یہ لوگ اپنے بڑے بڑے بتوں کی مسلمانوں سے پوجا کرا رہے تھے۔ لیکن مومن وکیل نے اس مکر و دجل کو واضح کرکے تمام لوگوں کو آگاہ کردیا ہے، اب کوئی ذی ہوش مسلمان ان کے اس فریب کا شکار نہیں بن سکتا ہے۔

(۲) "خلافت رسول" کے معاملات میں جھگڑے پیدا کرکے اور نادان مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر یہ لوگ اپنا الو سیدھا کیا کرتے تھے لیکن مومن وکیل نے آئینہ حق و باطل میں اس قضیہ کا بھی مکمل فیصلہ کردیا ہے، اس

دیصنہ کو پڑھکر پھر کوئی ذی ہوش مسلمان ان کے فریب کا شکار نہیں ہو سکتا۔ (دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۲۵۵ تا ۲۷۳)۔

(۳) جمہور علماء کے تمام پیشوا اپنے اس جہل کا اعلان کرتے آرہے تھے کہ ــ "مہدی موعود کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے"ــ لیکن مومن وکیل نے مہدی موعود کے جملہ حالات معہ اس کے نام و لقب کے قرآن سے نکال کر دکھادئے ہیں گویا اس طرح سے ان کا مکمل جہل ثابت کردیا ہے (دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۲۷۳ تا ۳۶ د

اسی طرح قرآن کی بہت سی آیات کی صحیح صحیح تفسیر کر کے حق و باطل کو اس طرح واضح کردیا ہے کہ جس کو پڑھ کر کوئی شخص ان کے پیشواؤں کی غلامی اختیار نہیں کرسکتا ہے۔

مومن وکیل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا ایسا کامل علم عطا فرمایا ہے کہ وہ اگر چاہے تو قرآن کے ایک ایک حرف کی تفسیر میں ایک ایک ضخیم جلد لکھ سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ آئینہ حق و باطل کو دیکھکر جمہور علماء کے خاندان میں صف ماتم بچھ گئی ہے اور مومن وکیل کے علم و فضل کے رعب و دبدبہ سے یہ لوگ اپنے اپنے حجروں، اور خانقاہوں میں چھپے پھرتے ہیں" زبان بند ہوگئی ہے، اور ہوش و حواس رخصت ہوگئے ہیں۔

اس وقت ان لوگوں کا صحیح فرض تو یہ تھا کہ آئینہ حق و باطل کے مطابق خود بھی صحیح رستہ اختیار کرلیتے، اور جملہ مسلمانوں کو بھی صحیح رستہ کی ہدایت کرتے، اور پیغمبر اللہ کے دست و بازو بنکر قرآن کی ہدایت کے مطابق روئے زمین سے شر و فساد کو مٹانے کی کوشش کرتے، مگر فی الحال چونکہ ان کے دلوں میں ان کے مصنوعی بتوں کی محبت زیادہ گہری اور پائدار ہوچکی ہے، اسلئے یہ لوگ خدا اور رسول کی محبت کو اپنے دلوں میں جگہ نہیں دے سکتے۔ آئینہ حق و باطل کو پڑھنے کے بعد چند مولویوں نے نہایت مختصر اور نہایت مضحکہ خیز کچھ جواب بھی دئے ہیں مثلاً

دیوبند کے مدرس اعلےٰ مسمی (مولوی اعزاز علی صاحب) نے تمام کتاب کے جواب میں صرف ایک مصرعہ لکھکر بھیجا ہے وہ مصرعہ یہ ہے ــ "عیسےٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند"ــ

اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ ہمنے پیغمبر اللہ کے "رسول صادق" ہونے کی سند یا تصدیق میں آئینہ حق و باطل کے اندر صرف قرآن کی بہت سی آیات پیش کی ہیں۔ یعنی پیغمبر اللہ کی تصدیق کرنے والوں میں سے کسی شخص کا نام نہیں لکھا ہے، لہذا مولوی اعزاز علی صاحب کے مصرعہ کا اصل مطلب یہ ہے کہ انہوں نے آیات قرآن کو ــ "خرے چند" ــ قرار دیا ہے (کیا یہ گدھا پن نہیں ہے)

اس کے جواب میں سردست ہم اسی قدر لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہمارے جد امجد جناب محمد علیہ السلام نے اپنی امت کے چودھویں صدی کے جمہور علماء کو درندوں اور نجس جانوروں سے تشبیہ دی ہے، اور خدائے تعالےٰ نے ان لوگوں

کو بنی اسرائیل کے علماء کی مانند — گدھا — قرار دیا ہے، لہٰذا مولوی اعزاز علی صاحب اپنی صورت قرآن کی حسب ذیل آیت میں ملاحظہ فرما کر اگر اپنی گستاخی پر توبہ کر لیں تو بہت بہتر ہے، ورنہ پھر اپنے انجام کو سوچ لیں۔ آیت یہ ہے۔

مثل الذین حُمّلوا التورٰىة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارًا بئس مثل القوم الذین کذّبوا بایٰت اللّٰه و اللّٰه لا یهدی القوم الظٰلمین ۝ پ۲۸ ع۱۱	اُن لوگوں کی مثال جنپر توریت (کے علم و عمل) کا بار لادا گیا تھا پھر انہوں نے اسکا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی مثال ہے جو صرف کتابیں اٹھائے ہوئے ہو ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اسکی آیتوں کو جھٹلایا ہو کیا ہی بری مثال ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

نوٹ: دارالعلوم دیوبند کے دیگر گدھوں کی تعریف و توصیف ہم آئندہ لکھیں گے نیز باقی مولویوں کو انکی اصلاح کر لینے کے لئے ابھی مہلت دیجاتی ہے یعنی انکا ذکر خیر آئندہ کے ایڈیشن میں کیا جائیگا۔ اس مہلت کو غنیمت سمجھکر وہ اپنی اصلاح کرنے کیلئے کوئی مناسب فیصلہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہے ورنہ پھر وہ سفیر اللہ سے نبرد آزمائی کے لئے تیار رہیں۔

چند مولویوں کے مختصر تذکرے

(۱) مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب دہلوی — ان دونوں صاحبوں کا کچھ ذکر خیر آئینہ حق و باطل کے صفحہ ۱۱۸ و ۱۲۳ پر مذکور ہے۔ کتاب دیکھنے کے بعد ابھی تک بالکل خاموش ہیں۔

(۲) خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی — یہ صاحب دہلی کے مشہور و معروف حضرت ہیں۔ ان کی شان میں ایک شاعر نے قصیدہ خوب لکھا تھا جس کا مطلع یہ تھا:—

ہر مرض کی دوا ہیں خواجہ حسن نظامی ✣ اک مرض لا دوا ہیں خواجہ حسن نظامی

اس مطلع میں موصوف کے جملہ اوصاف کا صحیح صحیح فوٹو موجود ہے۔ جب سفیر اللہ نے اپنا پہلا پیغام (آوازِ حق) شائع کیا تھا تو دہلی کے اندر ان حضرت نے کچھ حسد و تعصب کے سبب، اور کچھ لالچ و شہرت کی غرض سے سفیر اللہ کی سخت مخالفت کی تھی مگر اب آئینہ حق و باطل کو دیکھکر ان پر بجلی گر گئی ہے، ہوش و حواس باختہ ہو گئے ہیں اور مفت کی کتاب وصول کر کے اپنے مشہور حجرہ میں خاموش پڑے ہوئے ٹھنڈی سانسیں لے رہے ہیں۔ اور شاید آئندہ ہماری مخالفت میں اب کبھی نہ بولیں گے۔

(۳) مولوی سید محمد صاحب واعظ دہلوی — یہ صاحب شیعہ فرقہ کے ایک خوش بیان واعظ ہیں اور خواجہ حسن نظامی صاحب کے خطاب یافتہ (خطیب اعظم) ہیں، ان صاحب نے سفیر اللہ کے پہلے پیغام (آوازِ حق) پر بقول خواجہ حسن نظامی صاحب

نہایت معقول اعتراضات کئے تھے، مگر آئینہ حق و باطل کو دیکھکر ابھی تک کچھ گوہر افشانی نہیں فرمائی ہے، سنا گیا ہے کہ ان کو نواب صاحب رامپور نے حال ہی میں قرآن کی تفسیر لکھنے پر مامور کیا ہے، ہمیں تعجب ہے کہ جو شخص اسلام کے ایک اصول سے بھی واقف نہیں ہے وہ قرآن کی تفسیر کیونکر لکھیگا، ہاں غالباً مروانی طرز کی تفسیر ہوگی کہ جیسی اکثر لوگ صدہا سال سے لکھتے چلے آرہے ہیں۔

(۴) مولوی مفتی سید احمد علی صاحب مجتہد لکھنوی | یہ صاحب شیعہ فرقہ کے مفتی اعظم ہیں، انہوں نے ہماری کتاب کے جواب میں مجتہدانہ انداز کے اندر نہایت جاہلانہ و احمقانہ چند سطریں لکھکر بھیجی ہیں، جن پر انشاء اللہ آئندہ کچھ تبصرہ کیا جائیگا۔

(۵) علامہ مشرقی صاحب لاہوری | یہ صاحب خاکساری تحریک کے موجد اور "تذکرہ" کے مصنف ہیں۔ ان کی تحریک اور "تذکرہ" پر مومن وکیل نے نہایت فاضلانہ تبصرہ کیا ہے (دیکھو آئینہ حق و باطل صفحہ ۱۹۶) ان صاحب نے ہماری کتاب کو دیکھکر فرعونی لہجہ میں دہلی کے خاکساروں سے فرمایا تھا کہ "تم لوگوں نے اس کتاب کو کیوں شائع ہونے دیا" ـــ یہ صاحب ہماری ٹائپ مشین ابھی تک غصب کئے ہوئے ہیں، مگر ہماری کتاب کو صرف ایک یوم رکھکر (یعنی مومن وکیل کا تبصرہ پڑھکر) واپس کر دیا تھا اور اپنے سالار کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ "یہ کتاب مشرقی صاحب نے نہیں دیکھی ہے" ـــ بلکہ مشرقی صاحب نے اس کتاب کو اپنا ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے۔

(۶) مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی | یہ صاحب مرزا غلام احمد مرحوم کے فرزند اور ان کے سلسلے کے خلیفہ چہارم ہیں "خلیفۃ المسیح" کے لقب سے ملقب ہیں، کئی مہینے ہوئے ہماری کتاب ان کے پاس تحفتاً بھیجی تھی مگر ابھی تک نہ رسید آئی اور نہ شکریہ کی رسم ادا کی، حالانکہ یہ کتاب ان کے عقیدہ کی زبردست تائید میں ہے اگر مرزا صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ سفیر اللہ کے قدم چوم لیتے۔ لیکن ان کی خاموشی کی وجہ ابھی تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ شاید ناظرین اس امر پر روشنی ڈالیں گے۔

(۷) مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور | یہ صاحب مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم کے خاص شاگرد رشید تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد ان کی خلافت نہ ملنے کے باعث ناراض ہو کر لاہور چلے آئے تھے۔ اور اپنی ایک علیحدہ جماعت بنائی تھی جو احمدی جماعت کے نام سے موسوم ہے۔ دونوں فریقوں میں صرف فرق یہ ہے کہ قادیانی جماعت اجرائے نبوت کی قائل ہے، اور ان کی جماعت مرزائی عقیدہ (یعنی انقطاع نبوت) کی حامی ہے، مرزا صاحب مرحوم کے اس شاگرد رشید نے اپنے استاد سے باغی ہو کر یہ باطل عقیدہ (انقطاع نبوت) صرف اپنی جیب کو گرم کرنے (یعنی سادہ لوح مسلمانوں کو بیوقوف بنانے) کے لئے پھر دوبارہ اختیار کر لیا تھا، چنانچہ پنجاب ہندوستان وغیرہ میں ان کی دوکان بہت اچھی چل رہی ہے یہ صاحب اپنے باطل عقیدہ (انقطاع نبوت)

کے متعلق نہایت دھواں دار تقریریں کرتے پھرا کرتے تھے۔ مگر اب آئینۂ حق و باطل کے شائع ہوتے ہی ان کے دل و دماغ پر بھی بجلی گر گئی ہے اور یہ رسالہ مزید ضرب شدید کا مصداق بنیگا۔

(۸) ضروری نوٹس | دیگر مولویوں کے متعلق آئندہ کچھ لکھا جائیگا مگر فی الحال صرف اس قدر ظاہر کرنا کچھ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح چند خود غرض لوگوں نے سیاسی اغراض کے ماتحت ہمارے جد امجد محمد علیہ السلام کی تمام جائداد کو صدقہ زادہ دیکر آپس میں تقسیم کر لیا تھا اسیطرح آج یہ مولوی لوگ محمد علیہ السلام کے نواسہ سفیر العصر کی جائداد (یعنی آئینۂ حق و باطل) کو بھی چھینہ سے غصب کئے بیٹھے ہیں، حالانکہ ان کا ایمانی و اخلاقی فرض تہا کہ یہ لوگ سفیر العصر کی ہدایت کے مطابق ایک ہ کے بعد کتاب کو فوراً واپس کر دیتے، یا قیمت بھیجدیتے، مگر یہ شعنت نو رجاعت (اہل سنت) کی تقلید ہے) ایسا کیوں کرنے لگی تہی، حالانکہ ہمنے ہر کتاب کے ساتھ تین پیسے کے ٹکٹ بھی روانہ کر دئے تھے تاکہ یہ لوگ کتاب کی وصول کرنے کی فوراً رسید بھیجدیں مگر اکثر مولویوں نے وہ ٹکٹ بھی ہضم کر لئے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب پر یقیناً بجلی گر گئی ہے۔ ہم ایسے مولویوں کے نام آیندہ ضرور شائع کریں گے جو اس تحریر کو دیکھکر بھی ہماری کتاب یا قیمت نہیں بھیجیں گے۔

(۹) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری | یہ صاحب میدان مناظرہ میں شیر پنجاب کے نام سے مشہور ہیں، مگر ہماری کتاب کو دیکھکر اب لومڑی بن گئے ہیں، انہوں نے اپنے اخبار "اہل حدیث" میں ہماری کتاب پر دو تین سطروں کا مروانی طرز کا ایک عیارانہ و احمقانہ ریویو لکھا ہے جس پر آئندہ تبصرہ کیا جائیگا۔ انشاء اللہ

(۱۰) مسلم اخبارات پر بھی بجلی گر گئی | ہندوستان کے مسلم اخبارات، اور مذہبی رسائل وغیرہ بھی جمہور علماء کی آواز میں آواز ملا کر خوب شور و غل مچایا کرتے تھے، مگر آئینۂ حق و باطل کو دیکھکر ان کے دلوں پر بھی بجلی گر گئی ہے یعنی ہماری قیمتی کتاب کو مفت کا مال تصور کر کے غصب کئے بیٹھے ہیں، اور علمائے جاہل کی طرح حق پوشی کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی انہوں نے اپنے فرائض صداقت کے ساتھ انجام نہ دئے تو آیندہ ہم ان کے خرق باطل پر فاروقی درّے لگا کر درست کریں گے اور ان کے نام و نشان سے اہل حق کو آگاہ کر دینگے۔

ناظرین کے متعلق چند پیشین گوئیاں و نصائح

(۱) پہلا گروہ جمہور علماء کا ہے جو بظاہر بڑے عالم، زاہد، متقی اور نہایت خوش گلو اور خوش بیان نظر آتے ہیں مگر اسلام کی یا قرآن کی کوئی بات (بقول محمد علیہ السلام کے) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی ہے۔ فسق و فجور کی وجہ سے چونکہ ان کی نگاہ فتنہ پر بالکل اٹک گئی ہے اس لئے ان کو امر حق۔ باطل کی صورت میں اور امر باطل، حق کی صورت میں نظر آتا ہے۔ سیاہی کو سفیدی اور سفیدی کو سیاہی تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کتاب کی کوئی حق

بات ان کے حلق سے نیچے نہایت مشکل سے اُتریگی۔ اس لئے یہ لوگ اور ان کا جاہل لشکر، حق بات کو ذرا مشکل سے تسلیم کرے گا، اس گروہ کے اکثر لوگ "سفیر اللہ" کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو ہمیشہ سے جملہ رسولوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ خصوصاً عیسےٰ ابن مریم کی طرح قتل کرانے یا دار پر چڑھانے کی ناپاک طریقوں سے کوشش کریں گے۔ لیکن سفیر اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ یعنی سفیر اللہ کو جس کام پر مامور کیا گیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ پس اس گروہ کو ہماری نصیحت یہ ہے کہ وہ اس کتاب کے تمام اجزاء کو ایک معجون مسہل کی صورت میں اپنے حلق سے نیچے اتارنے کی جبراً کوشش کرے ورنہ بعد میں اس گروہ کو سخت مصیبت و تکلیف کا سامنا کرنا پڑیگا۔

(۲) دوسرا گروہ آزاد خیال وصلح جو اور عقلمند لوگوں کا ضرور ہے۔ اس کتاب کی جملہ حق باتیں شیر و شکر کی طرح یا لذیذ حلوے کی مانند اس گروہ کے حلق سے نیچے فوراً اتر جائینگی۔ یہ گروہ معاملہ فہم تو ضرور ہے لیکن کچھ بزدل بھی واقع ہوا ہے اس لئے یہ گروہ کچھ جمہور علماء کے رعب دبدبہ کی وجہ سے اور کچھ اپنی قوم و خاندان کی مخالفت کے خوف سے حق باتوں کا زبان سے اظہار کرتے ہوئے ڈریگا۔ اور مختلف وجوہ سے کچھ گھبرائے گا۔ اس وجہ سے یہ گروہ حق باتوں کو اپنی زبان پر تو نہیں لائیگا مگر اپنے دلوں میں یقیناً پوشیدہ و محفوظ رکھیگا۔

چونکہ اصل ایمان کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اسلئے ایسے لوگوں کو سفیر اللہ کی یہ نصیحت ہے کہ وہ سفیر اللہ کے ہاتھوں پر خفیہ طریقہ سے خدا کی بیعت کر کے تبلیغ و تعلیم کا اور فلاح خاص و عام کا کام انجام دیکر، آسمانی بادشاہت کے دار الفلاح تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگوں کا نام ولقب خفیہ مومنین کے زمرہ میں احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا جائیگا اور خفیہ طریقہ پر ان کو ہر طرح کے خفیہ احکام و ہدایات پہنچتی رہیں گی۔

(۳) تیسرا گروہ خاص الخاص لوگوں کا ہوگا جنکے دل میں اس کتاب کی جملہ تلخ و لذیذ باتیں پوری طرح سکون ہو جائیں گی، یہ گروہ سوائے خدا کے اور کسی باطل قوت سے ہرگز نہ ڈریگا یہ گروہ جملہ باتوں کا دل سے بھی اقرار کریگا۔ زبان سے بھی اظہار کرے گا۔ اور سب باتوں پر عمل کر کے بھی دکھائیگا، ایسے لوگوں سے اللہ بہی زیادہ راضی ہوگا، محمد علیہ السلام بھی زیادہ خوش ہوں گے۔ اور محمد علیہ السلام کا اصلی خلیفہ و نواسہ (یعنی سید ظہیر حسن سفیر اللہ) بھی بہت محظوظ اور زیادہ ممنون ہوگا۔ اور تمام آسمانی مخلوق (یعنی ملائکہ مقربین) بہی ان کے استقبال کے لئے نہایت شوق سے منتظر رہیں گے۔

اس گروہ کو سفیر اللہ کی نصیحت یہ ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے ہی فوراً سفیر اللہ کے ہاتھوں پر خدا کی باقاعدہ بیعت کریں اور اپنا نام و نشان انجمن دار الفلاح کے ممبران میں لکھا کر — مومن — ہونے کا معزز خطاب اختیار کر لیں اور پھر تمام روئے زمین سے شر و فساد کو مٹانے اور شریعت خداوندی (یعنی قرآن) کے مطابق امن و امان کی کوشش کر کے رفیع درجات کو حاصل کریں۔ بیعت کرنے کے بعد ان کو مناسب احکام بھیجے جائیں گے اور مختلف عہدوں پر مامور

کیا جائیگا۔ بیعت کرنے کا طریقہ آئینہ حق و باطل کے صفحہ ۴۳۹ پر درج ہے یا طلب کرنے پر ذیل کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام انسانوں کا دوست و رفیق

مومن وکیل۔ دار الفلاح۔ قرول باغ دہلی

(۴) ناظرین میں سے ایک چوتھا گروہ ایسا بھی ہوگا۔ جن کے ایمان و کفر کی حالت نہایت متزلزل رہتی ہے، یعنی ایک ساعت میں وہ مومن کامل ہوتے ہیں اور دوسری ساعت میں ... ایک لمحہ میں ایک بات کا دل سے یقین کر لیتے ہیں اور دوسرے لمحہ میں صاف طور پر انکار۔ بعض ناظرین اس کتاب کو پڑھتے وقت راستی پر ہونگے اور کتاب کو چھوڑتے ہی عین گمراہی میں پہونچ جائیں گے۔ ایسے لوگوں کی کوئی بات کسی وقت قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ لہذا ایسے لوگوں کو سفیر اللہ کی نصیحت ہے کہ وہ ہماری جماعت سے دور ہی دور رہیں تو ہمارے لئے اور خود ان کے لئے عافیت کا باعث ہو سکتا ہے۔

(۵) پانچواں گروہ منافقین کا ہوگا، جو اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر مومن بنکر انجمن دار الفلاح کا ممبر بن جائے گا۔ لیکن وہ بنی اسرائیل کے منافقوں کی طرح یا ... مسلمانوں کی طرح اپنی منافقت سے دین الٰہی کو خراب و ناپاک کرنے کی کوشش کریگا۔ اس گروہ کو ہماری وہی نصیحت ہے جو قرآن میں ... ہے۔ اگر یہ وہ ہماری جماعت میں داخل ہو تو بہت ہی بہتر ہو، مگر فطرت و عادت کا بدلنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

ایک سربستہ راز کا عنقریب انکشاف ہونیوالا ہے

محمد علیہ السلام نے اپنے آخری وقت میں ایک ایسا وصیت نامہ یا دستور العمل لکھنا چاہا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان قیامت تک کسی قسم کا فتنہ و فساد رونما نہ ہوتا۔ مگر حضرت عمر کی مہربانی سے اس وصیت نامہ کی تکمیل نہ ہو سکی تھی جس کے سبب سے مسلمان ایک بڑی بہترین نعمت سے محروم ہو گئے تھے۔

خوشی کا مقام ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ محمد علیہ السلام کے نواسہ سید ظہیر حسن کو معراج کا شرف عطا کر کے، اور ہر شک و ترکی مناسب تعلیم سے آراستہ کر کے اور "سفیر اللہ" کا معزز خطاب عنایت فرما کے، اور محمد علیہ السلام کا اصلی خلیفہ و جانشین مقرر کر کے بھیجا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر نے جس وصیت نامہ کی تکمیل میں روڑے اٹکائے تھے۔ اس وصیت نامہ کی حقیقت سے بھی سفیر اللہ کو مطلع کر دیا ہے جسکی مکمل تفصیل آئینہ حق و باطل کے دوسرے حصہ میں انشاء اللہ عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ اسی وصیت نامہ یا دستور العمل کے مطابق جملہ مومنین کو چلایا جائیگا۔ تاکہ اس مقدس زمین سے، اور خصوصاً مسلمانوں کے درمیان سے شر و فساد کے فتنے ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جائیں۔

مومنین کیلئے راہ عمل کیا ہوگی؟

جو لوگ سفیر اللہ کے ہاتھوں پر خدا کی بیعت کرینگے وہ سب "انجمن دارالفلاح" کے ممبر کہلائیں گے اور ان کا اصلی نام مومن ہوگا۔ جو مختلف عہدوں پر مامور کئے جائینگے، اس انجمن کی شاخیں ہر ملک، ہر صوبہ، ہر ضلع، ہر محلہ، ہر قصبہ، ہر موضع اور ہر مناسب مقام پر قائم کی جائینگی، اس انجمن کے مقاصد کا خلاصہ قرآن کی تعلیم کے مطابق تمام انسانوں میں اتحاد و محبت پیدا کرانا، روئے زمین سے شر و فساد کو مٹانا، اور جائز طریقوں پر فلاح و بہبودی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔

شیطان صفت لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے اور عوام الناس کے لئے فلاح و بہبودی کا ضروری انتظام کرنے کے لئے اس انجمن کے ممبر دو قسم کے لوگ ہوں گے۔ پہلی قسم اعلانیہ ممبروں کی ہوگی جو کھلے اعلان انجمن کے فرائض انجام دینگے۔ اور دوسری قسم خفیہ ممبران کی ہوگی جو مخفی طریقوں پر انجمن کے مقاصد کی تکمیل کرینگے۔ اور ایک دوسرے کی حفاظت و نگرانی کا کام بھی انجام دینگے۔ لہذا جو لوگ اس انجمن کے ممبر بننا چاہیں وہ اپنے بیعت نامہ کے ساتھ یہ بات بھی ضرور لکھیں کہ وہ خفیہ جماعت میں رہنا چاہتے ہیں یا اعلانیہ جماعت میں؟ باقی حالات بیعت نامہ کی تکمیل ہونے کے بعد معلوم ہو جائیں گے۔ فقط

سُنّی مسلمانوں کے فرائض

مسلمانو! اسکے پڑھنے سے تمکو اپنے دوست نما دشمنوں کا مختصر حال معلوم ہو گیا ہے یعنی مصنوعی مولویوں، پیروں، صوفیوں وغیرہ نے تمہارے دین و ایمان پر کس طرح ڈاکے ڈالکر تمکو حقیقت سے کس طرح منحرف و مفلوج بنا دیا ہے۔ لہذا اب تمہارا یہ فرض ہے کہ تم آئینہ حق و باطل کو لیجا کر اپنے مولویوں اور پیشواؤں کے روبرو پیش کرو اور ان سے کتاب ہذا کی انسے صفائی طلب کرو اور یاد رکھو کہ قرآن کی رو سے وہ اپنی صفائی قیامت تک بھی پیش نہ کر سکیں گے یہ لیل الحق لتبین۔ تم ان گمراہوں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو حضرت عمر فاروقؓ نے قرآن کی غلط خوانی پر ہشام بن حکیم کیساتھ کیا تھا یعنی ان لوگوں کو گھسیٹتے ہوئے سفیر اللہ کے پاس لے آؤ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح ان سے جبراً بیعت کراؤ۔ یہ بات انکے حق میں نہایت مفید ہوگی اور تمام جھگڑے بھی یکدم مٹ جائینگے۔ ورنہ موت کے بعد تم پچھتاؤ گے۔

شیعہ مسلمانوں کے فرائض

اے اثنا عشریو! تمہارے مولویوں اور مجتہدوں نے کس طرح دھوکہ و فریب کیساتھ تمکو احمق و بیوقوف بنایا ہوا ہے؟ اس کا مختصر حال مشکوٰۃ آئینہ حق و باطل کے صفحہ نمبر ۲۲ تا ۲۵ سے معلوم ہو جائیگا۔ لہذا تم بھی ان گمراہ کرنے والے مولویوں و مجتہدوں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو حضرت عمر فاروقؓ نے ہشام بن حکیم کے ساتھ کیا تھا۔ ورنہ تم بھی موت کے بعد بہت پچھتاؤ گے

یعنی

مومن وکیل کا پیغام۔ جملہ مسلمانوں کے نام

مسلمانو! مبارک ہو تمہاری رہنمائی کو ــــــ زمیں پر ابن مریم آگیا خورشید خاورسے

اے مسلمانو! آگاہ ہو کہ یہ وقت تمہارے لئے بڑے امتحان کا وقت ہے، کیونکہ ایک طرف ابلیس نے مختلف سلاطین کے روپ میں رونما ہو کر تمام روئے زمین پر شر و فساد پھیلایا ہوا ہے جس کی وجہ سے اکثر انسان جہنم کو رخصت ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ابلیس نے مختلف مولویوں مجتہدوں۔ صوفیوں۔ لیڈروں وغیرہ وغیرہ کے روپ میں ظاہر ہو کر صدہا سال سے تم کو صراط مستقیم سے بھٹکایا ہوا ہے جس کا ایک ادنیٰ نمونہ تم کو اس مقدمہ "خاتم النبیین" کے مطالعہ سے واضح ہو گیا ہوگا۔ اور تیسری طرف اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ تمام انسانوں کی رہنمائی کیلئے اور خصوصاً جملہ مسلمانوں کا امتحان لینے کیلئے "مہدی موعود" کو مبعوث فرمایا ہے، لہٰذا اللہ نے عین وقت پر اپنا وعدہ پورا کیا ہے، اب تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے وعدہ (یعنی اطاعت اولی الامر) کو ایفا کریں۔

یاد رکھو کہ سفیر اللہ کی اطاعت و پیروی کرنیوالے لوگ "عالم آخرت" میں نہایت معزز عہدوں پر مامور کئے جائیں گے، اور انحراف کرنیوالوں کو جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔ سفیر اللہ کے متعلق اگر کسی مسلمان کو شک و شبہ ہو تو وہ "آئینہ حق و باطل" (صفحہ ۲۹۰ تا ۳۹۰) کو خوب غور سے پڑھ لے۔ اگر پھر بھی وسوسہ باقی رہے تو ہم سے استفسار کر لے پس

اے ابوبکر صدیقؓ کے پرستارو! اگر واقعی تم خلیفۂ اوّل کے مقلد ہو تو آگاہ ہو جاؤ کہ محمد علیہ السلام کا اصلی جانشین ("مہدی موعود") آگیا ہے۔ لہٰذا تم فوراً اس کے یارِ غار بن جاؤ ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔

اے عمر فاروقؓ کے دوستو! اگر واقعی تم خلیفۂ دوم کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہو تو آگاہ ہو جاؤ کہ محمد علیہ السلام کا اصلی جانشین آگیا ہے، لہٰذا تم فوراً عمر فاروقؓ کی طرح "مہدی موعود" کے دوست بن جاؤ۔ ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔

اے عثمان غنیؓ کے متوالو! اگر واقعی تم خلیفۂ سوم کے ماننے والے ہو تو آگاہ ہو جاؤ کہ محمد علیہ السلام کا اصلی جانشین آگیا ہے، لہٰذا تم فوراً عثمانِ غنیؓ کی طرح "سفیر اللہ" پر ایمان لے آؤ۔ ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔

اے علیؑ کے نام پر مٹنے والو! اگر واقعی تم علیؑ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہو تو آگاہ ہو جاؤ کہ علی کا نبیرہ اور محمد علیہ السلام کا نواسہ سید ظہیر حسن، سفیر اللہ کی صورت میں مبعوث ہوگیا ہے۔ لہٰذا تم فوراً حیدرِ کرار غیر فرار کی طرح سفیر اللہ کے حلقہ بگوش ہو جاؤ۔ اور شیر بکف ہو کر تمام روئے زمین سے کفر و شرک کو مٹا ڈالو۔ ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔

اے حسینؑ کی صفِ ماتم بچھانے والو! اگر واقعی تم حسینؑ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہو، تو اب فوراً صفِ ماتم کو اُٹھاؤ، نالہ و شیون کو ترک کرو۔ اور حسین مظلوم کی طرح اپنے سروں پر کفن باندھ کر اور سفیر اللہ کے ہمرکاب ہو کر میدانِ کرب و بلا میں آجاؤ اور روئے زمین سے کفر و شرک کو مٹانے کے لئے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار کو قربان کر ڈالو۔ ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔

اے فریب خوردہ مسلمانو! آگاہ رہو کہ سفیر اللہ اپنی طرف سے کوئی نئی چیز پیش نہیں کر رہا ہے

گمراہی جو قرآنِ حکیم میں موجود ہے، لیکن یہ "جمہور علماء" کی گمراہ شدہ جماعت تم کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کی ضرور کوشش کرے گی۔ لہٰذا خبردار، اب ان کے قریب میں ہرگز نہ آنا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں کو قرآن کے اندر "شجرۃ ملعونہ" قرار دیا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے علماء کی مانند گدھوں سے تشبیہ دی ہے، خصوصاً محمد علیہ السلام نے چودھویں صدی کے "جمہور علماء" کی جماعت کے اکثر لوگوں کو "درندوں" اور مردار خور چرندوں، و پرندوں سے تشبیہ دی ہے چنانچہ دیکھو کہ یہ تمام تشبیہیں وصفتیں آج اس گروہ میں موجود ہیں یا نہیں؟ (باقی تفصیلات آئندہ بیان کی جائیں گی)

اے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا کلمہ پڑھنے والو! اس نازک وقت کو پہچانو، اس وقت تم سب کا واحد فرض یہ ہے کہ تم اپنی فلاح و بہبود کی خاطر اپنے تمام تفرقوں کو مٹا ڈالو۔ اور اس پیغام کے پڑھتے ہی سفیر اللہ کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کی فوراً بیعت کرو، اور انجمن دار الفلاح کے خفیہ یا اعلانیہ ممبر بنکر قرآن کے احکام کے مطابق تمام روئے زمین سے شر و فساد کو مٹانے میں مصروف ہو جاؤ یعنی نہایت مستحسن طریقوں سے علمی و عملی جہاد شروع کر دو۔ خدا کی تائید تمہارے ساتھ رہے گی۔ پس اب جیسے عمل کرو گے ویسے ہی اجر و انعام کے مستحق ہو گے۔

نوٹ:۔ بیعت کرنے کا مختصر طریقہ آئینۂ حق و باطل کے صفحہ نمبر (۳۹۴ و ۳۹۵) پر مرقوم ہے یا طلب کرنے پر ذیل کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ ۔ والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

تمہارا صادق رفیق و مونس

مومن وکیل۔ دار الفلاح قرول باغ۔ دہلی

الم

ناظرین سے بہت ضروری التماس

معزز ناظرین! آپ خود ہی غور فرما کر اس حقیقت کو معلوم کر سکتے ہیں کہ عوام الناس کی فلاح و بہبود کی خاطر ہمارے سر پر جو عظیم الشان بوجھ ڈالا گیا ہے اُس کے اُٹھانے کے لئے ہزار ہا مشکلات کے علاوہ کروڑہا روپیہ کی بھی ضرورت ہے خصوصاً ہم کو تبلیغی لٹریچر ہر زبان میں شائع کرانے کے لئے لاکھوں روپے درکار ہیں، اور اس وقت ہم بالکل بے مایہ و بے اسباب ہیں۔

چونکہ یہ خدا کا کام ہے اس لئے ہمیں کامل یقین ہے کہ وہ اس بوجھ کو اُٹھانے کی ہم کو طاقت و قدرت بھی ضرور عطا فرمائے گا یعنی اپنے بندوں میں سے خاص خاص لوگوں کو انتخاب کر کے ہمارا معاون و مددگار بنائیگا۔

تبلیغی سلسلہ میں ہم اپنی بعض کتابیں خاص خاص لوگوں کے پاس تحفتاً بھیجیں گے۔ لہٰذا جن اصحاب کے پاس ہماری کوئی کتاب تحفتاً پہنچے، تو اس تحفہ کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے۔

(۱) یہ کہ آپ اپنی شان و حیثیت کے مطابق ہمارے تبلیغی کاموں میں "دام و درم" سے کچھ مدد کر کے ہمارا ہاتھ بٹائیں، چونکہ یہ خدا کا کام ہے۔ اس لئے آپ کو اس مدد کا بہترین معاوضہ دربار خداوندی سے ضرور ملے گا۔

(۲) یہ کہ (خدانخواستہ) اگر کسی وجہ سے آپ ہماری معقول مدد کرنے کا شرف حاصل نہ کر سکتے ہوں تو براہِ کرم کتابوں کی قیمت ضرور ضرور عنایت فرمائیں۔ قیمت کا معاوضہ بھی دربار خداوندی سے آپ کو بہت کچھ ملے گا۔

(۳) یہ کہ اگر کسی وجہ سے آپ ہماری کتابوں کی قیمت ادا کرنا پسند نہ کرتے ہوں، تو براہِ کرم آپ ہماری کتابیں مطالعہ کر کے۔ ہمارے مصارف پر (وی پی کر کے) ہم کو واپس بھیج دیں! ہر طرح سے ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا صادق رفیق

مومن وکیل

مہتمم کتب خانہ آئینہ حق و باطل' دار الفلاح - قرولباغ - دہلی